حقانیت امام حسین رضی اللہ عنہ

اور

حدیث قسطنطنیہ

نام کتاب : حقانیت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حدیث قسطنطنیہ کی تحقیق

تالیف : مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری دامت برکاتہم، نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و فاؤنڈر ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

طبع اول : ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

تعداد اشاعت : تین ہزار (3000)

قیمت : 25 روپے

ناشر : ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، حیدرآباد، دکن

کمپوزنگ : ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر، حیدرآباد، دکن

مطبع و تقسیم کار : مکتبہ جام نور، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی خلیل احمد دامت برکاتہم

شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ الطیبین واصحابہ الاکرمین اجمعین امابعد

اسلام میں خلافت راشدہ کے بعد ملوکیت کا آغاز ہوگیا، اس سلسلہ میں بعض لوگ یزید پلید کو سنی خلفاء میں شمار کرنے کی کوشش کیلئے ہیں اور اس کیلئے امیر المؤمنین کا لقب بھی تحریر کئے ہیں جبکہ ابتداء سے اہل سنت وجماعت اس سے ناراض ہیں اور اس کے اعمال قبیحہ کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اس کے ساتھ یزید کے چاہنے والے اس قدر غلو کرگئے ہیں کہ اس کے لئے مدینۂ قیصر کے معرکہ سے متعلق جو روایت

آئی ہے اس کے ذریعہ یزید کو بخشش و مغفرت یافتہ اور جنتی بتلانے لگے ہیں۔

عزیزم مولوی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی مازال علمہ یتزاید، نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ نے اس کی مکمل تحقیق کتب احادیث اور کتب تاریخ و سیرت سے کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یزید اس بشارت میں شامل نہیں ہے، یہ کتاب سنی مسلمانوں کیلئے مفید اور ایمان افروز ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہدایت کا ذریعہ بنائے، آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ والہ الطیبین واصحابہ الاکرمین وسلم

شرح دستخط

مفتی خلیل احمد

شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ

۲۳ر صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

م ۲ر مارچ ۲۰۰۸ء

سخن ہائے گفتنی

زیر نظر کتاب ''حقانیت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حدیث قسطنطنیہ کی تحقیق'' تین ابواب پر مشتمل ہے، باب اول فضائل سے متعلق ہے، اس باب میں قرآن کریم واحادیث شریفہ کے حوالہ سے اہل بیت اطہار بالخصوص امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب مختصر طور پر بیان کئے گئے، امام عالی مقام کی حقانیت وصداقت کو واضح کیا گیا اور کتاب وسنت کی روشنی میں بتلایا گیا کہ اہل بیت اطہار ظاہر وباطن کی پاکیزگی سے متصف ہیں، ان سے محبت ومودت ایمان کیلئے شرط ہے، اور ان سے بغض وعداوت، اللہ تعالٰی اور اسکے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم سے بغض وعداوت رکھنے کے مترادف ہے۔

بعض حلقوں میں یزید کو ''امیر المومنین'' اور ''رضی اللہ عنہ'' کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے، نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یزید قسطنطنیہ کے پہلے معرکہ میں شریک تھا لہذا وہ حدیث میں مذکور بشارت کا مستحق اور مغفرت یافتہ ہے۔

اس لئے باب دوم میں یزید کی مذمت میں واردو احادیث وآثار اور تاریخی روایات بیان کی گئیں اور اس کو رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین کہنے کا شرعی حکم بتایا گیا۔

اور باب سوم میں اس بات کا تفصیلی طور پر علمی و تحقیقی جائزہ لیا گیا کہ یزید قسطنطنیہ کے کونسے معرکہ میں، کس سنہ میں شریک رہا، مستند کتب تاریخ و معتبر کتب رجال کی روشنی میں بحث کی گئی کہ حدیث شریف میں "مدینة قیصر" کے جو الفاظ وارد ہیں اس کی مراد و مصداق کیا ہے چنانچہ بعض شارحین کے قول کے مطابق اس سے مراد روم کا شہر حمص ہے اور یہ شہر بخلافت فاروقی ۱۵ھ میں فتح ہوا جب کہ یزید پیدا بھی نہیں ہوا تھا، دیگر شارحین کے بقول اگر اس سے قسطنطنیہ ہی مراد لیا جائے تو چونکہ یزید پہلے لشکر میں شریک نہیں تھا اس لئے حدیث شریف میں وارد مغفرت و بشارت کا وہ مستحق نہیں۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداود، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مستدرک علی الصحیحین، مسند احمد، مسند ابویعلی، مسند دیلمی، معجم کبیر للطبرانی، معجم اوسط للطبرانی، مسند الشامیین للطبرانی، مصنف ابن ابی شیبۃ، شعب الایمان، دلائل النبوۃ للبیہقی، الفتح

الکبیر للسیوطی، شرح السنۃ ،المطالب العالیۃ، کنزالعمال، مشکوۃ المصابیح، زجاجۃ المصابیح ،عمدۃ القاری ،فتح الباری ،مرقاۃ المفاتیح، اسد الغابۃ، تہذیب التہذیب، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، طبقات ابن سعد، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، تاریخ کامل، البدایۃ والنہایۃ، تاریخ طبری، تاریخ الخلفاء، الصواعق المحرقۃ، نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار وغیرہ کتب حدیث، کتب تاریخ وکتب رجال کے حوالے سے متعلقہ موضوع پر علمی بحث ہدیۂ قارئین کی جارہی ہے۔

اللہ تعالی اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم اور آپ کی ال پاک واصحاب کرام کے وسیلہ سے ہماری خامیوں اور کوتاہیوں کو درگزر فرمائے اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے اور ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم ودائم رکھے۔

آمین بجاہ سیدنا طٰہ ویٰسٓ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ اجمعین.

سید ضیاء الدین نقشبندی قادری غفرلہٗ

نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ

ٖ

اِنّمایریداللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے (سورۃ الاحزاب۔۳۳)

باب اول

اہل بیت اطہار کی محبت وفضیلت

اور

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی حقانیت کا بیان

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام علی حبیبه سید الانبیاء والمرسلین وعلی اله الطیبین الطاهرین واصحابه الاکرمین الافضلین ومن احبهم وتبعهم باحسان اجمعین الی یوم الدین.

باب اول

اہل بیت اطہار کی محبت وفضیلت اور امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی حقانیت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اہلبیت کرام سے محبت کا حکم فرمایا ہے: قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی. ترجمہ: اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے! میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں چاہتا ہوں بجز قرابت داروں کی محبت کے (سورہ شوریٰ:۲۳)۔

اورحدیث شریف میں ہے ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال حب نبیکم وحب اهل بیته وتلاوة القران ترجمہ: تم اپنی اولاد کو

تین باتوں پر تربیت کرواپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، آپ کے اہلبیت اطہار کی محبت اور تلاوت قرآن [الفتح الکبیر للامام السیوطی، ج ا،ص ۵۹ (۳۸۷)]۔

ارشادخداوندی ہے: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمھیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے (سورۃ الاحزاب ۔۳۳) اس آیت قرآنی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کو ہر قسم کی فکری ،اعتقادی، عملی ،اخلاقی ،ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک وصاف طیب وطاہر رکھا ،اس کے شان نزول کے متعلق ام المومنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں عن ام سلمۃ قالت فی بیتی نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت قالت فارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی فاطمۃ وعلی والحسن والحسین فقال ھولاء اھل بیتی قالت قلت یا رسول اللہ

اما انا من اهل البیت؟ قال بلی ان شاء اللہ۔ رواہ البغوی۔

ترجمہ: ام المؤمنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں جس وقت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرہ میں رونق افروز تھے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو! بیشک اللہ تعالی یہی چاہتا ہے کہ ہر گندگی کو تم سے دور رکھے اور تمہیں مکمل پاکیزگی عطا فرمائے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا، پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اہل بیت سے نہیں ہوں؟ سرکار نے فرمایا: کیوں نہیں! تم بھی اہل بیت سے ہو۔ (زجاجۃ المصابیح ج ۵ص ۳۱۶)

جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر: ۳۷۲۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لمایغذوکم من نعمہ واحبونی لحب اللہ واحبوا اھل بیتی لحبی۔ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ سے محبت کیا کرو کیونکہ وہ تمہیں نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور اللہ کی محبت کی خاطر مجھ سے محبت کیا کرو اور میری محبت کی خاطر میرے اہل بیت سے محبت کیا کرو۔ (جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۹ باب مناقب اھل البیت۔مشکوۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۷۳۔زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۳۱۴/۳۱۵)

اللہ تعالٰی کے لطف وانعام، فضل واحسان کا تقاضہ یہ ہے کہ اس منعم حقیقی سے محبت کی جائے اور اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے سرکار سے محبت کی جائے، حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے حصول کیلئے اہل بیت اطہار سے محبت کی جائے۔

گویا کہ حضرات اہل بیت کرام کی محبت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حصول محبت کیلئے زینہ ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زینہ ہے اللہ کی محبت کے حصول کیلئے۔جوکوئی انسان قرب الٰہی کا متمنی ہو اور

بارگاہ یزدی میں باریابی چاہتا ہوتو اس کے لئے راستہ یہی ہے کہ وہ حضرات اہل بیت کرام سے محبت کرے جس کے نتیجہ میں اسے قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملے گا اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے اسے پھر بارگاہ رب العزت کا قرب نصیب ہوگا۔

سنن ابن ماجہ شریف وجامع ترمذی شریف کی روایت ہے

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: والذی نفسی بیده لایدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم لله ورسوله (جامع ترمذی شریف، باب مناقب العباس بن عبدالمطلب رضی الله عنه ج۲ص۲۱۷ حدیث نمبر۳۶۹۱) وفی روایة ابن ماجة حتی یحبهم لله و لقرابتهم منی (سنن ابن ماجہ ص۱۳ حدیث نمبر۱۳۷ فضل العباس رضی اللہ عنہ) ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کسی شخص کے دل میں ایمان داخل ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ تم (اہل بیت) سے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی خاطر محبت نہ کرے۔

سنن ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں جب تک کہ وہ ان (اہل بیت

سے اللہ کی خاطر اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔

ایمان تمام عبادات واحکام کے لئے شرط کا درجہ رکھتا ہے اور اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہیکہ ایمان کے لئے محبت اہل بیت شرط ہے۔

محبت کا معیار

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کرنیکا حکم فرمایا اور معیار محبت بھی بتلا دیا: حبک الشیء یعمی ویصم (سنن ابوداؤشریف ج ۲ص ۶۹۹) محبت انسان کو اندھا اور بہرا بنادیتی ہے یعنی محب اپنے محبوب کے اندر نہ کوئی عیب دیکھ سکتا ہے اور نہ اس کے متعلق کوئی عیب سن سکتا ہے۔

معیار محبت یہ ہے کہ محبوب کے اندر عیب ہو تب بھی عیب دکھائی نہ دے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جن نفوس قدسیہ سے محبت، الفت وعقیدت کا حکم فرمایا ان ذوات قدسیہ کی پاکیزگی وطہارت کا اعلان بھی خود ہی فرمایا ہے اور ان سے ہر طرح

کے رجس وعیب کی نفی فرمائی ہے۔

اگر کوئی اس اعلان خدا کے بعد بھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کوئی نامناسب چیز منسوب کرتا ہے یا انکے پاکیزہ کردار پر انگلی اٹھاتا ہے اور ان پر دنیاداری کا الزام لگاتا ہے، تو وہ ان پر اعتراض نہیں کر رہا ہے بلکہ آیت قرآنی پر اعتراض کر رہا ہے اور ساتھ ساتھ اصول محبت کی خلاف ورزی کر کے دائرہ محبت سے نکل جاتا ہے۔

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کرام سے جہاں محبت کرنے کا حکم فرمایا وہیں محبین اہل بیت کرام کیلئے مژدۂ جنت ونوید شفاعت عطا فرمایا: شفاعتي لأمتي من احب اہل بیتي وھم شیعتي (کنزالعمال ج۱۳ص۸۶) میری شفاعت میری امت کے ان خوش نصیبوں کیلئے ہے جو میرے اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں۔

(دیلمی ، کنزالعمال ج۱۳ص۸۶) میں حدیث پاک ہے

اربعة أنا لهم شفيع يوم القيامة: المكرم لذريتي والقاضي لهم حوائجهم ، والساعي لهم في امور هم عند ما اضطروا اليه، والمحب لهم بقلبه ولسانه ترجمہ: چار خوش نصیب ایسے ہیں

میں قیامت کے دن ان کی شفاعت کرونگا: (۱) میرے اہل بیت کی تعظیم وتکریم کرنے والا (۲) ان کے لئے ان کی ضرورت کی چیزیں پیش کرنے والا (۳) ضرورت کے وقت ان کے امور کا بندوبست کرنے والا (۴) اور دل وزبان سے ان کی محبت رکھنے والا۔

زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۳۱۵ میں مسند امام احمد کی روایت ہے: عن ابی ذر انه قال وهو آخذبباب الکعبة سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول الا ان مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبها نجا ومن تخلف عنها هلک رواه احمد سیدنا ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جبکہ وہ باب کعبہ کو تھامے ہوئے تھے: میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: آگاہ رہو! بیشک میرے اہل بیت کرام کی مثال تم میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے مانند ہے جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پالیا اور جو اس سے پیچھے رہا ہلاک ہوگیا۔ (مشکوۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۷۳، زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۳۱۵)

محبت اہل بیت وصحابہ شعار اہل سنت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کو سفینۂ نجات اور سلامتی کا ذریعہ قرار دیا اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت کے درخشاں ستارے قرار دیا ارشاد فرمایا: اصحابی کالنجوم فبأیهم اقتدیتم اهتدیتم ۔ترجمہ: میرے صحابہ ہدایت کے درخشاں ستارے ہیں، تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پالوگے۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۵۵۴، زجاجۃ المصابیح ج۵ص ۳۳۴)

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں، نحن معاشر اهل السنة بحمد الله رکبنا سفینة محبة اهل البیت واهتدینا بنجم هدی اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فنرجوا النجاۃ من اهوال القیامة ودرکات الجحیم والهدایة الی مایوجب درجات الجنان والنعیم المقیم (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج۵ص ۳۱۵ باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مرقاۃ المفاتیح ج۵ص ۶۱۰) ترجمہ: الحمد للہ ہم اہل

سنت وجماعت اللہ کے فضل وکرم سے اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہدایت کے ستاروں سے رہبری پارہے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کی ہولناکیوں سے اور جہنم کے طبقات سے نجات عطا فرمائے گا، ہمیشہ رہنے والی اور نعمتوں والی جنت کے اونچے مقامات پر پہونچا ئیگا۔

حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت محبت اہل بیت پر خطبہ

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے عن زید بن ارقم قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد ! ایھا الناس انما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال اھل بیتی اُذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی……

حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم ایک روز مقام غدیر خم میں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے جلوہ گر ہوئے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے۔

پس آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا، تعریف بیان کی اور وعظ فرمایا، نصیحتیں فرمائیں اور آخرت کی یاد دلائی پھر ارشاد فرمایا: اما بعد: اے لوگو! بیشک میں جامہ بشری میں جلوہ گر ہوا ہوں عنقریب میرے رب کا قاصد میری بارگاہ میں حاضر ہوگا اور میں اس کی دعوت کو قبول فرماؤنگا، اور میں تم میں دو عظیم ترین نعمتیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے ایک کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس تم اللہ کی کتاب کو تھام لو اور مضبوطی سے پکڑے رہو، اسکے بعد قرآن کریم کے بارے میں تلقین فرمائی اور اس کی طرف ترغیب دلائی پھر ارشاد فرمایا: (دوسری نعمت) اہل بیت کرام ہے۔ میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں میرے اہل بیت کے بارے میں، میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں میرے اہل بیت کے بارے میں (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۹ حدیث نمبر ۴۴۰۸ مشکوۃ المصابیح ص ۶۸

۔زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۳۱۷/۳۱۸/۳۱۹)

اذکرکم اللہ: ''میرے اہل بیت کرام کے بارے میں میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں'' یہ اس لئے فرمایا کہ اہل بیت کرام سے محبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے اور آپ سے محبت اللہ کے لئے ہے لہذا اہل بیت کرام کی محبت اللہ تک پہنچانے والی ہے تو ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو کہ کبھی تمہاری زبان سے انکے خلاف کوئی نامناسب لفظ نہ نکلے، اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں: کرر الجملۃ لافادۃ مبالغۃ ولا یبعد ان یکون اراد باحدھما الہ وبالاخری ازواجہ لماسبق من اھل البیت یطلق علیھما۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۹۴) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذکرکم دو مرتبہ فرمایا اس میں حکمت یہ ہے کہ پہلی مرتبہ جو فرمایا اس سے مراد ال پاک رضی اللہ عنہم ہیں او ر دوسرے سے مراد امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ہیں۔

صحابہ کی اذیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا باعث

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق تاکیدی حکم فرمایا کہ انکے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھی تاکیدی امر فرمایا جیسا کہ جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۲۵ ابواب المناقب میں ارشاد مقدس ہے (حدیث نمبر ۳۷۹۷) عن عبداللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوھم غرضا بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذنی فقداذی اللہ ومن اذی اللہ یوشک ان یاخذہ ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ سے ڈرتے رہو، میرے بعد انہیں ہدف ملامت نہ بناؤ، پس جس کسی نے ان سے محبت کی تو بالیقین اس نے میری محبت کی خاطر ان سے محبت کی ہے اور جس کسی نے ان سے بغض

رکھا تو اس نے مجھ سے بغض کی بناء پر ان سے بغض رکھا ہے اور جس کسی نے ان کو اذیت پہونچائی یقیناً اس نے مجھ کو اذیت دی ہے اور جس نے مجھ کو اذیت دی یقیناً اس نے اللہ کو اذیت دی ہے اور جس نے اللہ کو اذیت دی قریب ہے کہ اللہ اس کی گرفت فرمائے۔

قرآن واہل بیت سے وابستگی ہدایت کی ضمانت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کرام سے تعلق ووابستگی کو باعث نجات اور گمراہی وضلالت سے حفاظت کا ذریعہ قرار دیا جو ان حضرات سے وابستہ ہوجاتا ہے وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتا تو غور کرنا چاہئے! کیا وہ نفوس قدسیہ بے راہ روی ودنیا طلبی کا شکار ہوسکتے ہیں۔ العیاذ باللہ

چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر جہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری دنیا کو پیغام امن وسلامتی دیا اور اتمام دین کا اعلان فرمایا وہیں قرآن کریم اور حضرات اہل بیت کرام سے وابستگی کا حکم فرمایا جن سے تعلق غلامی ابدی سعادتوں کا ذریعہ ہے اور بے دینی وبدمذہبی اور بداعتقادی وگمراہی سے بچنے کیلئے مضبوط قلعہ ہے۔

سنن بیہقی وجامع ترمذی شریف کی روایت ہے عن جابر قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجته يوم عرفة وهو على ناقته القصواء يخطب فسمعته يقول" ياايها الناس!اني تركت فيكم ماان اخذتم به لن تضلوا : كتاب الله وعترتي اهل بيتي". ترجمہ: حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات میں دیکھا کہ آپ اپنی مبارک اونٹنی قصواء پر جلوہ گر ہیں اور خطاب فرمارہے ہیں، میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: "اے لوگو! بیشک میں تم کو دو عظیم نعمتیں دے کر جارہا ہوں جب تک تم انہیں تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے: وہ کتاب اللہ اور میری عترت اہل بیت ہیں"۔ (ترمذی شریف ج۲ص ۲۱۹۔حدیث نمبر ۳۷۱۸)

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق اہل بیت کرام گمراہی سے بچانے والے ہوئے جن سے وابستہ ہونے والا غلط راہ پر نہیں ہوسکتا تو کیا ان پاکباز ومقدس ہستیوں کے متعلق غلط باتیں منسوب کرنا یاان پر دنیاداری کا الزام لگانا یا

انکے کیے گئے اقدام کو سیاسی اقدام کہنا درست ہوسکتا ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مبارک میں انکی پاکیزگی کے متعلق فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے (سورۃ الاحزاب۔۳۳) اور جنکے لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ نے دعا فرمائی اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا ترجمہ: ''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے رجس وگندگی کو دور فرما اور انہیں مکمل پاکیزگی عطا فرما'' (ترمذی شریف، ج ۲ ص ۲۱۹ حدیث نمبر ۳۱۲۹)

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی حقانیت وصداقت

کچھ لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ حضرت سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا تشریف لے جانا اور آپ کی شہادت عظمیٰ نعوذ باللہ سیاسی اور حصول اقتدار کیلئے لڑی جانے والی جنگ ہے!

جبکہ نبیوں کے تاجدار احمد مختار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے

امت کے افراد کو معرکۂ کربلا کے وقت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تائید ونصرت کرنے کے لئے حکم فرمایا، کیا کوئی صاحب ایمان یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ السلام نے حب منصب اور دنیا طلبی میں کسی کی مدد کرنے کے لئے فرمایا ہو؟ العیاذ باللہ!

جیسا کہ کنزالعمال شریف ج ۱۳ ص ۱۱۱ میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر ۲۲۱) ان ابنی هذا یعنی الحسین ، یقتل بأرض من (أرض) العراق یقال لها کربلاء ، فمن شهد ذلک منهم فلینصره (البغوی وابن السکن والباوردی وابن منده وابن عساکر عن انس بن الحارث بن منبه. ترجمہ: یقیناً میرا یہ بیٹا یعنی حسین رضی اللہ عنہ عراق کے ایک علاقہ میں شہید کیا جائے گا تو افراد امت میں سے جو اس وقت موجود ہوا سے چاہئے کہ ان کی نصرت وحمایت میں کھڑا ہو جائے۔

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو کس طرح دنیا کے ناپائدار اقتدار کی طلب ہو سکتی ہے جبکہ آپ ہی کے گھرانہ سے ساری خلقت کو زہد وورع، تقوی وپرہیزگاری اور قناعت کی دولت ملی ہے۔ سید الشہداء رضی اللہ

عنہ کواس دنیائے فانی کی کس طرح طمع ہوسکتی ہے جبکہ آپ کے سامنے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کاارشاد مبارک ہے موضع سوط فی الجنة خیر من الدنیا و مافیھا ترجمہ:ایک کوڑا برابر جنت کی جگہ دنیا اوراس کی ساری چیزوں سے بہتر ہے۔(بخاری شریف باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ حدیث نمبر:۳۲۵۰) جس جنت میں ایک چابک برابر جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، آپ تواسی جنت میں رہنے والے جوانوں کے سردار ہیں جیسا کہ جامع ترمذی شریف کی روایت ہے الحسن والحسین سید ا شباب اھل الجنة ترجمہ:حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں ۔(جامع ترمذی شریف ج ۲ص ۲۱۷، حدیث نمبر:۳۷۰۱)

اہل بیت کرام کی بے حرمتی موجب لعنت وہلاکت

امام بیہقی کی شعب الایمان میں حدیث شریف وارد ہے،حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:ستة لعنتهم لعنهم الله و كل نبی مجاب......والمستحل لحرم الله والمستحل من عترتی ماحرم الله...... ترجمہ: چھ افراد ایسے ہیں جس پر میری لعنت ہے اور اللہ تعالی کی لعنت ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے،......اللہ تعالی کی

حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھنے والا اور میری کی آل پاک سے متعلق ان چیزوں کو حلال سمجھنے والا جنہیں اللہ تعالٰی نے حرام کیا ہے یعنی ان کی بے حرمتی و بے توقیری کرنے والا (بیہقی شعب الایمان، حدیث نمبر ۳۸۵۰۔ مشکوۃ المصابیح، ج ۱، ص ۲۲) اس سے ظاہر ہے کہ اہل بیت کرام کی بے حرمتی موجب لعنت وہلاکت ہے۔

جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے حدثتنی سلمی قالت دخلت علی ام سلمة وهي تبكي فقلت مايبكيك؟قالت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم تعني في المنام وعلى رأسه ولحيته التراب ،فقلت ما لك يا رسول الله؟قال شهدت قتل الحسين انفا. ترجمہ: راوی حدیث کہتے ہیں کہ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں جبکہ وہ رو رہی تھیں میں نے عرض کیا: آپ کے رونے کا سبب کیا ہے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے خواب دیکھا ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرانور اور ریش اقدس پر غبار ہے“

عرض کرنے پر فرمایا: میں ابھی امام حسین کی جائے شہادت میں موجود رہا (جامع ترمذی شریف ج ۲ص ۲۱۸ ،حدیث نمبر ۴۰۲۷) معرکہ کربلا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا امام حسین رضی اللہ عنہ کی حقانیت وصداقت کی بین دلیل ہے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا چاہنے والا بھی جنتی ہے

محدث شہیر امام ابوالقاسم طبرانی (مولود ۲۶۰ھ متوفی ۳۶۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے معجم اوسط میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، اور علامہ علی متقی ہندی (متوفی ۹۷۵ھ) نے کنز العمال جلد ۱۳ ص ۱۰۳/۱۰۴ پر، ابن عساکر کے حوالہ سے بیان کیا ہے، امام طبرانی کی معجم اوسط حدیث نمبر ۶۴۶۹ سے حدیث شریف کا عربی متن ذکر کیا جارہا ہے: عن ابن عباس قال: صلی رسول اللہ صلی علیہ وسلم صلاۃ العصر، فلما کان فی الرابعۃ اقبل الحسن والحسین حتی رکبا علی ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فوضعہما بین یدیہ واقبل الحسن فحمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم الحسن على عاتقه الأيمن والحسين على عاتقه الأيسر، ثم قال أيها الناس! الاأخبركم بخير الناس جداً وجدةً؟ الاأخبركم بخير الناس عماًوعمة؟ ألااخبركم بخير الناس خالا وخالة؟ اواخبركم بخير الناس أباواماً؟ هما الحسن والحسين جدهما رسول الله صلى الله عليه وسلم، وجدتهما خديجة بنت خويلد، وامهما فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبوهما على بن ابى طالب وعمهما جعفربن ابى طالب وعمتهما ام هانى بنت ابى طالب وخالهما القاسم ابن رسول الله وخالاتهما زينب ورقية وام كلثوم وبنات رسول الله صلى الله عليه وسلم جدهما فى الجنة وأبوهما فى الجنة وجدتهما فى الجنة وامهما وعمهما وعمتهما فى الجنة وخالاتهما فى الجنة وخالهمافى الجنةوهما فى الجنة واختهما فى الجنة ـ(معجم اوسط طبرانی ،حدیث نمبر : ۶۶۴۹اور کنزالعمال ج ۱۳ ص ۱۰۳/۱۰۴)میں مذکورحدیث شریف میں ومن احبهما فی الجنة

کے الفاظ بھی منقول ہیں۔

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھی، جب آپ چوتھی
رکعت میں تھے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما حاضر آئے یہاں تک کہ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت انور پر سوار ہو گئے آپ نے ان کو اپنے
سامنے بٹھایا حضرت حسن رضی اللہ عنہ آگے بڑھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے دائیں شانۂ اقدس پر اور حضرت
حسین رضی اللہ عنہ کو بائیں شانۂ اقدس پر اٹھا لیا پھر ارشاد فرمایا: اے لوگو!
کیا میں تمہیں بتلاؤں وہ کون ہیں جن کے نانا، نانی سارے عالم سے بہتر
ہیں؟ کیا میں تمہیں بتلاؤں وہ کون ہیں جن کے چچا اور پھوپی سب کے
چچا اور پھوپی سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں بتلاؤں وہ کون ہیں جن کے
ماموں اور خالہ سب کے ماموں اور خالہ سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں
بتلاؤں وہ کون ہیں جن کے ماں باپ سب کے ماں باپ سے بہتر ہیں؟
سنو! وہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ہیں، ان کے نانا جان اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور نانی جان خدیجہ بنت خویلد (رضی اللہ عنہا) ہیں،

ان کی والدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کے والد علی بن ابوطالب (رضی اللہ عنہ) ہیں، ان کے چچا جعفر بن ابوطالب (رضی اللہ عنہ) ہیں، ان کی پھوپی ام ہانی بنت ابوطالب (رضی اللہ عنہا) ہیں، ان کے ماموں قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کی خالائیں زینب (رضی اللہ عنہا)، رقیہ (رضی اللہ عنہا) اور ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کے نانا جان جنت میں ہیں، ان کے والد جنت میں ہیں، ان کی نانی جنت میں ہیں، ان کی والدہ جنت میں ہیں، ان کے چچا جنت میں ہیں، ان کی پھوپی جنت میں ہیں، ان کی خالائیں جنت میں ہیں، وہ خود جنت میں ہیں اور انکی بہن جنت میں ہیں۔ (معجم اوسط طبرانی، حدیث نمبر: ۶۴۶۹) اور جو بھی ان دونوں سے محبت رکھے وہ جنتی ہے (کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۰۳/۱۰۴)

فضائل سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

ولادت باسعادت کی بشارت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی جان صاحبہ نے ایک فکر انگیز خواب دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیں تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی فرحت آفریں تعبیر بیان فرمائی اور امام عالی مقام کی ولادت کی بشارت دی جیسا کہ امام بیہقی کی دلائل النبوۃ میں مذکور ہے:عن ام الفضل بنت الحارث انها دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت:یارسول الله انی رأیت حلما منکراالليلة اقال ما هو؟قالت انه شدید،قال وما هو؟قالت رأیت کان قطعة من جسدک قطعت ووضعت فی حجری .فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم رأیت خیرا ،تلد فاطمة ان شاء الله غلامایکون فی حجرک،فولدت فاطمةالحسین فکان فی حجری کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ،فدخلت یوما علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فوضعته فی

حجره ثم كانت مني التفاتة فاذا عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم تهريقان الدموع، قالت فقلت يانبي الله بابي انت وامي مالك؟قال اتاني جبريل عليه السلام فاخبرني ان امتي ستقتل ابني هذا،فقلت هذا ؟قال نعم واتاني بتربة من تربته حمراء رواه البيهقي في دلائل النبوة.

ترجمہ: حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آج رات ایک خوف ناک خواب دیکھا ہے، سرکار نے ارشاد فرمایا آپ نے کیا خواب دیکھا؟ عرض کرنے لگیں وہ بہت ہی فکر کا باعث ہے، آپ نے ارشاد فرمایا وہ کیا ہے؟ عرض کرنے لگیں: میں نے دیکھا ”گویا آپ کے جسد اطہر سے ایک ٹکڑا کاٹ دیا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا“۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے، ان شاء اللہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو صاحبزادے تولد ہونگے اور وہ آپکی گود میں آئینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت امام حسین رضی اللہ

عنہ تولد ہوئے اور وہ میری گود میں آئے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی، پھر ایک روز میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا پھر اسکے بعد کیا دیکھتی ہوں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمان اقدس اشکبار ہیں، یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان! اشکباری کا سبب کیا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبرئیل علیہ السلام نے میری خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: عنقریب میری امت کے کچھ لوگ میرے اس بیٹے کو شہید کرینگے۔ میں نے عرض کیا سرکار کیا وہ اس شہزادے کو شہید کرینگے؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں! اور جبرئیل امین علیہ السلام نے اس مقام کی سرخ مٹی میری خدمت میں پیش کی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی حدیث نمبر ۲۸۰۵، مشکوۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۷۲، زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۳۲۷/۳۲۸ باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کی حدیث پاک میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارک کی بھی بشارت ہے اس کے ساتھ ساتھ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غیب دانی کی شان بھی آشکار ہے کہ آپ اللہ کی عطا سے ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے جانتے ہیں ،سورۂ لقمان کی اخیر آیت ویعلم مافی الارحام (سورۃ لقمان۔۳۴) میں جو ذکر ہے اس سے مراد ذاتی علم ہے وہ صرف اللہ علیم وخبیر کی صفت ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطائے خداوندی سے نہ صرف ولادت مبارک کی بشارت دی بلکہ جنس کا تعین بھی فرما دیا ارشاد فرمایا "غلاما" "لڑکا تولد ہوگا" نیز یہ بھی فرما دیا کہ وہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کی گود میں آئینگے۔

ولادت مبارک: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کے پچاس دن بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شکم مادر مہربان میں جلوہ گر ہوئے آپ کی ولادت باسعادت روز سہ شنبہ ۵ شعبان المعظم ۴ھ مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ ولد لخمس ليال خلون من شعبان سنة اربع من الهجرة. (معرفة الصحابة لابي نعيم الاصبهاني، باب الحاء

من اسمہ حسن)

القاب مبارکہ: امام عالی مقام سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور القاب مبارکہ، ریحانۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سید شباب اہل الجنۃ، الرشید، الطیب، الزکی، السید، المبارک، ہیں۔

اولاد امجاد: آپ کو جملہ نو اولاد امجاد ہوئیں چھ شہزادے اور تین شہزادیاں (۱) حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ (۲) حضرت علی اوسط (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) (۳) حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ (۴) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (۵) حضرت محمد رضی اللہ عنہ (۶) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (۱) حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا (۲) حضرت سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا (۳) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں (نور الابصار فی مناقب ال بیت النبی المختار ص ۱۵۲ للعلامہ شبلنجی مولود ۱۲۵۰ھ)

حسن وحسین جنتی نام

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں دن آپ کا نام مبارک حسین رضی اللہ عنہ رکھا، عن علی رضی الله عنه انه سمی ابنه الاکبر حمزة وسمی حسیناً جعفراً باسم عمه، فسماهما رسول الله صلی الله علیه وسلم حسناً وحسیناً (معجم کبیر طبرانی ،حدیث نمبر ۲۷۱۳)

حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے بڑے شہزادے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا نام مبارک حمزہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام ان کے چچا جعفر کے نام پر رکھا، پھر حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما رکھا۔

حسن اور حسین یہ دونوں نام اہل جنت کے اسماء سے ہیں اور قبل اسلام عرب نے یہ دونوں نام نہ رکھے۔علامہ ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے الصواعق المحرقہ ص ۱۱۵ میں روایت درج کی ہے واخرج ابن سعد عن عمران بن سلیمان قال: الحسن والحسین اسمان من اسماء اهل الجنة ماسمت العرب بهما فی الجاهلیة

(الصواعق المحرقہ،ص۱۱۵ابن اثیر۔ اسد الغابہ، تاریخ الخلفاء ص۱۳۹)

جب حضرات حسنین کریمین علی جدہما وعلیہما الصلوۃ والسلام کی ولادت ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان دونوں کے کان میں اذان کہی جیسا کہ روایت ہے عن ابی رافع رضی اللہ عنہ : أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذن فی اذن الحسن والحسین علیہما السلام حین ولدا ۔(معجم طبرانی حدیث نمبر۹۲۱۔۲۵۱۵)

اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ فرمایا: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا. سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں ایک ایک دنبہ ذبح فرمایا۔ (ابوداؤد، کتاب الضحایا،ص۳۹۲۔ سنن بیہقی حدیث نمبر۱۹۰۰۔ طبرانی حدیث

نمبر۲/۱۱۷_۲۵۰۲_۲۵۰۳)

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جنت کی زینت

امام طبرانی کی معجم اوسط او رکنزالعمال میں روایت ہے

لما استقر اهل الجنة في الجنة قالت الجنة يارب ! أليس وعدتني أن تزينني بر كنين من اركانك؟ قال ألم أزينك بالحسن والحسين ، فماست الجنة ميسا كما يميس العروس. ترجمہ: جب جنتی حضرات جنت میں سکونت پذیر ہو گئے تو جنت معروضہ کریگی پروردگار! ازراہ کرم کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا کہ تو دو ارکان سے مجھے آراستہ فرمائیگا؟ تو رب العزت ارشاد فرمائیگا کیا میں نے تجھے حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے مزین نہیں کیا؟ یہ سن کر جنت دلہن کی طرح فخر و ناز کرنے لگے گی۔ (معجم اوسط طبرانی، حدیث نمبر:۳۴۳۔ کنزالعمال ج۱۳ص۱۰۶)

امام عالی مقام سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات متعدد احادیث شریفہ سے ظاہر ہیں، آپ حضور اکرم سید الانبیاء سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نواسہ ولخت جگر اور سرکار

دو عالم صلی اللہ علیہ کی چہیتی صاحبزادی، سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ بتول زہراء رضی اللہ عنہا کے پارۂ دل ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی دائمی نسبت اور کمال قربت کو ظاہر کرتے ہوئے بیان فرمایا

حسین منی وانا من حسین حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۸)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبت، محبوبیت خداوندی کی ضمانت

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے متعلق ارشاد فرمایا......فقال هذان ابناى وابنا ابنتى اللهم انى احبهما فاحبهما واحب من يحبهما. ترجمہ: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ! تو ان دونوں سے محبت فرما اور جو ان سے محبت رکھے اسکو اپنا محبوب بنالے۔ (جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۷)

اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا امام عالی مقام کی محبت سے نصیب ہوتا ہے حدیث شریف میں ہے احب الله من احب حسينا اللہ تعالیٰ

اس کو اپنا محبوب بنالے جس نے حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھی۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۸)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی گود مبارک میں بٹھایا اور آپ کے لبوں کو بوسہ دے کر دعاء فرمائی: اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ الٰہی میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو ان سے محبت رکھ اور جو ان سے محبت رکھے اس کو اپنا محبوب بنالے۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی خاطر خطبہ کو موقوف فرمادیا

جیسا کہ جامع ترمذی شریف سنن ابوداؤد شریف، سنن نسائی شریف میں حدیث مبارک ہے حدثنی عبداللہ بن بریدۃ قال: سمعت ابی بریدۃ یقول "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطبنا اذجاء الحسن والحسین علیھما قمیصان احمران، یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملھما ووضعھما بین یدیہ ثم قال

صدق اللہ "انما اموالکم واولادکم فتنۃ" نظرت الی ھذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتھما"۔ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا" حبیب اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سرخ دھاری دار قمیص مبارک زیب تن کئے لڑکھڑاتے ہوئے آرہے تھے تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے نیچے تشریف لائے امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کو گود میں اٹھالیا پھر (منبر مقدس پر رونق افروز ہوکر) ارشاد فرمایا: اللہ تعالی نے سچ فرمایا "تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان ہے" میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا سنبھل سنبھل کر چلتے ہوئے آرہے تھے لڑکھڑا رہے تھے مجھ سے صبر نہ ہوسکا یہانتک کہ میں نے اپنے خطبہ کو موقوف کرکے انہیں اٹھالیا ہے (جامع ترمذی شریف ج ۲، ابواب المناقب ص ۲۱۸ حدیث نمبر: ۳۷۰۷۔ سنن ابوداؤد کتاب الصلوۃ حدیث نمبر: ۹۳۵۔ سنن نسائی کتاب الجمعۃ حدیث نمبر: ۱۳۹۶ زجاجۃ المصابیح

ج۵ص۳۳۳)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا وجود باجود سراپا دین وشریعت

اس حدیث مبارک سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شہزادوں کی قدرومنزلت اور ان سے اپنے کامل قلبی تعلق کو واشگاف کردیا کہ بچپن میں شہزادوں کے زمین پر گرجانے کا محض احتمال بھی حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ناگوار خاطر مبارک ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کرم نوازی کی انتہاء فرمادی کہ شہزادوں کی خاطر خطبہ کو موقوف فرمادیا منبر شریف سے نیچے تشریف لاکرانہیں اٹھالیا، اپنے اس عمل مبارک کے ذریعہ روز روشن کی طرح آشکار کردیا کہ انکا وجود باجود سراسر دین وشریعت ہے، کیونکہ دنیوی امر کیلئے خطبہ موقوف نہیں کیا جاسکتا، پھر منبر شریف پر قیام فرما ہوکر ان کے چلنے کی حسین اداؤں کا ذکر مبارک کرتے ہوئے یہ امر بھی واضح فرمادیا کہ ان کی ہر ہر اداء دین وشریعت ہے

امام عالی مقام کی حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال قربت کی یہ شان کہ گہوارہ میں آپ کے رونے سے حضور پاک صلی اللہ علیہ

وسلم کو تکلیف ہوتی، عن زیدبن ابی زیادۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بیت عائشۃ فمر علی بیت فاطمۃ فسمع حسینا یبکی فقال الم تعلمی ان بکاءہ یؤذینی. زید بن ابی زیادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دولت خانہ سے گذر ہوا امام حسین رضی اللہ عنہ کی رونے کی آواز سنی تو ارشاد فرمایا بیٹی کیا آپ کو معلوم نہیں! ان کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے۔(نور الابصار فی مناقب ال بیت النبی المختار ص ۱۳۹) بچپن میں امام حسین رضی للہ عنہ کا رونا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا باعث ہے تو غور کرنا چاہئیے کہ جنہوں نے معرکۂ کربلا میں امام عالی مقام پر مظالم کی انتہا کر دی، آپ کے حلقوم مقدس کو پیاسا ذبح کیا، آپ کے تن نازنین پر گھوڑے دوڑائے، دیگر اہل بیت کرام و جانثاران امام کو بے پناہ تکالیف پہونچا کر انہیں شہید کیا چھ ماہ کے شیر خوار علی اصغر رضی اللہ عنہ کو بجائے پانی پیش کرنے کے تیر چلا کر بے دردی سے شہید کر ڈالا ان بدبختوں کے ظالمانہ

وحشیانہ حرکات اور اندوہناک واقعات سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خاطر عاطر کو کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی، کیا یہ ایذاء رسانی خالی جائیگی؟ ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا۔ ترجمہ: بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں اللہ نے لعنت کی ہے اور ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ الاحزاب۔۵۷)

اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃیقال لہ یزید

سب سے پہلے جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنو امیہ کا ایک شخص ہوگا جس کو یزید کہا جائیگا۔

باب دوم

یزید کی حقیقی صورت

احادیث وروایات کے آئینہ میں

باب دوم

یزید کی حقیقی صورت

احادیث وروایات کے آئینہ میں

نبی اکرم مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک واقع ہونے والے تمام فتنوں کی تفصیلات بیان فرمائیں، ازاں جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید کے فتنہ سے بھی امت کو آگاہ فرمایا، اس سلسلہ میں ایک سے زائد احادیث شریفہ وارد ہیں، بعض روایات میں اشارۃً ذکر ہے اور بعض میں صراحۃً، کہ امت میں سب سے پہلے فساد برپا کرنے والا، سنتوں کو پامال کرنے والا، دین میں رخنہ وشگاف ڈالنے والا، بنی امیہ کا یزید نامی ایک شخص ہوگا۔

اس سلسلہ میں فن حدیث کے ائمۂ اعلام امام ابوبکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۵ھ) نے اپنی مصنف میں، امام ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ (مولود ۲۱۱ھ متوفی ۳۰۷ھ) نے اپنی مسند میں، امام احمد بن

حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے دلائل النبوۃ میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (مولود ۷۷۳ھ متوفی ۸۵۲ھ) نے المطالب العالیۃ میں، امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے الصواعق المحرقۃ میں اور علامہ ابن کثیر (مولود ۷۰۰ھ متوفی ۷۷۴ھ) نے البدایۃ والنہایۃ میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں احادیث شریفہ نقل فرمائی ہیں۔

تیسری صدی ہجری کے جلیل القدر محدث امام ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ (مولود ۲۱۱ھ متوفی ۳۰۷ھ) نے اپنی مسند ج ۲ ص ۱۷۶ میں سند کے ساتھ حدیث شریف روایت کی ہے عن ابی عبیدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید رجالہ ثقات غیر انہ منقطع. ترجمہ: سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا معاملہ عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ سب سے پہلے اس میں رخنہ ڈالنے والا بنی امیہ کا ایک شخص ہوگا جس کو یزید کہا

جائے گا۔ اسکے تمام راوی ثقہ و معتبر ہیں۔ (مسند ابویعلی ، مسند ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۶۶)

ونیز ابوالفدا اسمٰعیل بن عمر، معروف بہ ابن کثیر (مولود ۷۰۰ھ متوفی ۷۷۴ھ) نے اپنی کتاب البدایۃ والنہایۃ ج ۶ ص ۲۵۶ میں اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

مذکورہ حدیث شریف کو محدث کبیر امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی الصواعق المحرقہ ص ۱۳۲ میں نقل فرمایا ہے۔ آپ نے اس سلسلہ کی مزید ایک روایت الصواعق المحرقہ ص ۱۳۲ میں ذکر فرمائی ہے عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید. ترجمہ: سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: سب سے پہلے جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنوامیہ کا ایک شخص ہوگا جس کو یزید کہا جائیگا۔

علامہ ابن کثیر نے البدایۃ والنھایۃ ج ۶ ص ۲۵۶ میں حضرت

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس کو نقل کیا، اس میں "یقال لہ یزید" کے الفاظ مذکور نہیں، نیز یہ روایت مندرجہ ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے: مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۸ ص ۳۴۱ حدیث نمبر ۱۴۵۔ دلائل النبوۃ للبیہقی، ابواب غزوة تبوک، جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالکوائن بعدہ حدیث نمبر ۲۸۰۲۔ المطالب العالیۃ، کتاب الفتوح، باب لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحکم بن العاص حدیث نمبر ۴۳۵۸۔

میری امت کی ہلاکت
قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی

صحیح بخاری شریف ج ۲ کتاب الفتن ص ۱۰۴۶، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم هلاک امتی علی یدی اغیلمۃ سفهاء میں روایت ہے (حدیث نمبر: ۷۰۵۸) حدثنا عمرو بن یحیی بن سعید بن عمرو بن سعید قال اخبرنی جدی قال كنت جالسا مع ابی هريرة فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ ومعنا مروان قال ابوهریرۃ: سمعت

الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم یقول " ھلکۃ امتی علی ایدی غلمۃ من قریش " . فقال مروان لعنۃ اللہ علیہم غلمۃ فقال ابوھریرۃ لوشئت ان اقول بنی فلان وبنی فلان لفعلت فکنت اخرج مع جدی الی بنی مروان حین ملکوا بالشام فاذا راھم غلما نا احداثا قال لنا عسیٰ ھؤلاء ان یکونوا منھم قلنا انت اعلم . ترجمہ: عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید اپنے دادا عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: میں مدینہ طیبہ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور مروان بھی ہمارے ساتھ تھا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا "میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی"۔ مروان نے کہا اللہ تعالیٰ ایسے لڑکوں پر لعنت کرے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں کہنا چاہوں کہ وہ بنی فلاں اور بنی فلاں ہیں تو کہہ سکتا ہوں، حضرت عمرو بن یحییٰ کہتے ہیں میں اپنے دادا کے

ساتھ بنی مروان کے پاس گیا جب کہ وہ ملک شام کے حکمران تھے، پس آپ نے انہیں کم عمر لڑکے پائے تو ہم سے فرمایا عنقریب یہ لڑکے اُن ہی میں سے ہوں گے، ہم نے کہا آپ بہتر جانتے ہیں۔

لڑکوں کی حکمرانی سے اللہ کی پناہ مانگو

مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر: ۸۰۰ ۳۸) عن ابی هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعوذوا بالله من رأس السبعين وامارة الصبيان. ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ستر کی دہائی کی ابتداء سے اور لڑکوں کی حکمرانی سے اللہ کی پناہ مانگو۔

شارح بخاری صاحب فتح الباری حافظ احمد بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (مولود ۷۷۳ھ متوفی ۸۵۲ھ) مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہی ایک اور روایت نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: وفي رواية ابن ابي شيبة ان اباهريرة كان يمشي في السوق ويقول اللهم لاتدركني سنة ستين ولاامارة

الصبيان وفي هذا اشارة الى ان اول الاغيلمة كان في سنة ستين وهو كذلك فان يزيد بن معاوية استخلف فيها وبقي الى سنة اربع وستين فمات. مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے ہوئے بھی یہ دعا کرتے "اے اللہ! سنہ ساٹھ ہجری اور لڑکوں کی حکمرانی مجھ تک نہ پہنچے"۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اس روایت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پہلا لڑکا جو حکمران بنے گا وہ ۶۰ ھ میں ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یزید بن معاویہ اسی سال تخت حکومت پر مسلط ہوا اور ۶۴ ھ تک رہ کر ہلاک ہوگیا۔

شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری کتاب الفتن ج ۱۶ ص ۳۴۳ میں حکومت کرنے والے پہلے لڑکے کا مصداق متعین کرتے ہوئے فرماتے ہیں: واولھم یزید علیہ مایستحق. ترجمہ: حکومت کرنے والا پہلا لڑکا یزید علیہ ما یستحق ہے۔

قیامت کے قریب اٹھنے والے فتنوں سے متعلق جو حدیث شریف میں وارد ہے" ثم ینشا دعاۃ الضلال ترجمہ: پھر گمراہی کی

طرف بلانے والے آئینگے" اس حدیث شریف کی شرح میں محدث وقت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۲۱۳ مبحث الفتن میں لکھتے ہیں: ودعاة الضلال یزید بالشام ومختار بالعراق.

ترجمہ: اور گمراہی کی طرف بلانے والے شام میں یزید اور عراق میں مختار ہے۔

فخر المحدثین ابو الحسنات حضرت سید عبد اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات کے حوالے سے محدث وقت مظہر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے، قال المظہر لعله ارید بھم الذین کانوا بعد الخلفاء الراشدین مثل یزید وعبد الملک بن مروان وغیرھما کذافی المرقات ترجمہ: ان لڑکوں سے مراد وہ ہیں جو خلفاء راشدین کے بعد تھے جیسے یزید اور عبد الملک بن مروان وغیرہ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۴ کتاب الفتن ص ۲۲۸، مرقات المفاتیح ج ۵ کتاب الفتن ص ۱۴۰)۔

اس مختصر عرصہ میں اس نے امت میں غیر معمولی فساد برپا کیا کہ

مدینہ طیبہ میں (جہاں سے دنیا کو امن وسلامتی حاصل ہوئی) تباہی مچائی، مکہ مکرمہ جس کو اللہ تعالیٰ نے امن والا شہر قرار دیا منجنیقیں نصب کروا کر کعبۃ اللہ پر پتھر برسائے، میدان کربلا میں اہل بیت اطہار پر تین دن تک پانی بند کروا دیا، ان نفوس قدسیہ کی حرمت کو پامال کروایا، خانوادۂ نبوت پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے، اہل بیت کرام اور ان کے جاں نثاروں کو یہاں تک کہ سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا۔

قتل حسین رضی اللہ عنہ کا یزید نے حکم دیا! ابن زیاد کا اقراری بیان

جیسا کہ ابن زیاد بدنہاد نے خود اقرار کیا کہ یزید پلید نے اسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دیا ورنہ خود اسے قتل کرنے کی دھمکی دی تھی جیسا کہ علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں ابن زیاد کا قول نقل کرتے ہیں: اما قتلی الحسین فانہ اشار علی یزید بقتلہ اوقتلی فاخترت قتلہ، ترجمہ: اب رہا امام حسین رضی اللہ عنہ کو میرا شہید کرنا تو بات دراصل یہ ہے کہ یزید نے مجھے اس کا حکم دیا تھا بصورت دیگر اس نے مجھے قتل کرنے کی دھمکی دی تھی تو میں نے انہیں شہید کرنے

کو اختیار کیا۔ (التاریخ الکامل ج ۳ ص ۴۷۴)

اسلامی قانون کے مطابق کوئی شخص کسی کو قتل کرے تو قصاصاً اسکو قتل کر دیا جاتا ہے لیکن یزید نے ابن زیاد، شمر اور دیگر عہدیداروں سے نہ قصاص لیا اور نہ ان کو عہدوں سے معزول کیا بلکہ اس پر خوشی کا اظہار کیا بعد میں حالات کے بے قابو ہونے کے خوف سے وقتیہ طور پر سیاسی انداز میں رنج وملال کا اظہار کیا، بلکہ اس بدبخت نے امام عالی مقام کے دندان مبارک کو جہاں حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے اپنی ناپاک چھڑی سے کچوکے دیے۔

یزید پلید نے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے دندان مبارک کو کچوکے دیے

جیسا کہ علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں، علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں اور علامہ طبری نے تاریخ طبری میں لکھا ہے: وقال أبو مخنف عن أبي حمزة الثمالي عن عبدالله اليماني عن القاسم بن بخيت ، قال لما وضع رأس الحسين بين يدي يزيد بن معاوية جعل ينكت بقضيب كان في يده في

ثغره،ثم قال ان هذا وايانا كماقال الحصين بن الحمام

المری:

یفلقن هاما من رجال أعزة☆ علینا وهم کانوا أعق وأظلما

فقال له أبوبرزة الاسلمی اما والله لقد أخذ قضیبک

هذاماأخذاً لقد رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم

یرشفه ، ثم قال ألا ان هذا سیجیٔ یوم القیامة وشفیعه

محمد، وتجیٔ وشفیعک ابن زیاد، ترجمہ: ابومخنف نے ابوحمزہ

ثمالی سے روایت کی ہے انہوں نے عبداللہ یمانی سے روایت کی ہے

انہوں نے قاسم بن بخیت سے روایت کی ہے انہوں نے کہا: جب امام

حسین رضی اللہ عنہ کا سرانور یزید کے سامنے رکھا گیا، اس کے ہاتھ میں

ایک چھڑی تھی جس سے وہ آپ کے سامنے کے دندان مبارک کو چھونے

دینے لگا پھر اس نے کہا بیشک ان کی اور ہماری مثال ایسی ہے جیسا کہ

حصین بن حمام مری نے کہا: ہماری تلواریں ایسے لوگوں کی کھوپڑیاں

پھوڑتی ہیں جو ہم پر غلبہ وقوت رکھتے تھے اور جو حد درجہ نافرمان اور ظالم

تھے۔

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سن لے اے یزید قسم بخدا تیری چھڑی اس مقام پر لگ رہی ہے جہاں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے، پھر فرمایا آگاہ ہوجا: اے یزید! بروز محشر امام حسین رضی اللہ عنہ اس شان سے آئیں گے کہ ان کے شفیع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے اور تو اس طرح آئے گا کہ تیرا طرفدار ابن زیاد بدنہاد ہوگا۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۸ص ۲۰۹۔ تاریخ طبری ج ۱ص ۳۸۲/۳۸۳۔ التاریخ الکامل ج ۳ص ۴۳۷/۴۳۸)

ونیز البدایۃ والنہایۃ کی ج ۸ص ۲۱۵ پر اسی واقعہ سے متعلق روایت بالا کے آخر میں اس طرح منقول ہے: فقال له أبو برزة: ارفع قضيبك، فوالله لربما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم واضعا فيه على فيه يلثمه. ترجمہ: اس وقت یزید سے ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنی چھڑی کو ہٹالے قسم بخدا میں نے بکثرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دہن مبارک امام حسین رضی اللہ عنہ کے دہن مبارک پر رکھ کر چومتے ہوئے دیکھا ہے۔

ہمیں ڈر ہونے لگا کہ کہیں آسمان سے پتھر نہ برسائے جائیں

سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعۂ جانکاہ کی وجہ سے اہل مدینہ یزید کے سخت مخالف ہوگئے اور صحابی ابن صحابی حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے دست مبارک پر بیعت کرلئے تو یزید پلید نے ایک فوج مدینہ طیبہ پر چڑھائی کیلئے روانہ کی جس نے اہل مدینہ پر حملہ کیا اور اس کے تقدس کو پامال کیا، اس موقع پر حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما نے اہل مدینہ سے خطاب کیا اس میں یزید کی خلاف اسلام عادات واطوار کا ذکر کیا جیسا کہ محدث وقت مؤرخ اسلام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (مولود ۱۶۸ھ۔متوفی ۲۳۰ھ) کی طبقات کبری ج ۵ ص ۶۶ میں اس کی تفصیل موجود ہے اجمعوا علی عبداللہ بن حنظلۃ فاسندوا امرھم الیہ فبایعھم علی الموت. وقال یاقوم اتقوا اللہ وحدہ لاشریک لہ فواللہ ماخرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السماء ان رجلا ینکح الامھات والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوۃ واللہ لو لم یکن معی احد من الناس لابلیت للہ فیہ

بـــــلاء حســـــنــــــا. (طبقات کبری ج ۵ ص ۶۶۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۶۷۔ الصواعق المحرقۃ ص ۱۳۲) ترجمہ: اہل مدینہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما سے بیعت کرنے پر متفق ہوگئے اور اپنے معاملہ کو آپ کے سپرد کردیا اور آپ نے ان سے تادم زیست مقابلہ کرنے کی بیعت لی اور فرمایا: اے میری قوم! اللہ وحدہ سے ڈرو جس کا کوئی شریک نہیں، اللہ کی قسم! ہم یزید کے خلاف اس وقت اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ ہمیں خوف ہوا کہ کہیں ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش نہ ہوجائے، وہ ایسا شخص ہے جو ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح جائز قرار دیتا ہے، شراب نوشی کرتا ہے اور نماز چھوڑتا ہے، اللہ کی قسم! اگر لوگوں میں سے کوئی میرے ساتھ نہ ہو تب بھی میں اللہ کی خاطر اس معاملہ میں شجاعت وبہادری کے جوہر دکھاؤں گا۔

ہم ایسے شخص کے پاس سے آئے جس کا کوئی دین نہیں

علامہ ابوجعفر محمد بن جریر الطبری نے تاریخ طبری ج ا صفحہ ۳۰۴ میں تحریر فرمایا: وقــالـوا انــا قــدمــنــا من عندرجل لیس لہ دین ویشــرب الـخـمــر ویعزف بالطنا بیر ویضرب عندہ القیان

ويلعب بالكلاب ويسامر الخراب والفتيان وانانشهدكم انا قدخلعناه فتابعهم الناس......ان الناس اتوا عبدالله بن حنظلة الغسيل فبايعوه وولوه عليهم. ترجمہ: انہوں نے (اہل مدینہ کا وفد یزید کے پاس سے واپس آ کر اہل مدینہ سے) کہا: ہم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں، وہ شراب پیتا ہے طنبورے بجاتا ہے، اس کے پاس گانے والی عورتیں ناچتی ہیں، وہ کتوں سے کھیلتا ہے، اور چوروں اور چھوکروں کے ساتھ رات میں قصہ گوئی کرتا ہے، اے لوگو! ہم تمہیں گواہ بناتے ہیں کہ ہم نے یزید کی بیعت توڑ دی پھر تمام اہل مدینہ نے بیعت توڑ دی، لوگ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور آپ سے بیعت کئے، اسی طرح التاریخ الکامل ج ۳ ص ۴۴۹ میں بھی ہے۔

علامہ ابن اثیر (مولود ۵۵۵ھ متوفی ۶۳۰ھ) کی التاریخ الکامل ج ۳ ص ۳۲۷ ۵۱ھ کے بیان میں ہے وقال الحسن البصری ......سكيرا خميرا يلبس الحرير ويضرب بالطنابير: جلیل القدر تابعی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ یزید کے بارے میں فرماتے

ہیں وہ انتہا درجہ کا نشہ باز، شراب نوشی کا عادی تھا ریشم پہنتا اور طنبورے بجاتا۔

وہ شراب کا اس قدر عادی تھا کہ سفر حج میں جب مدینہ طیبہ پہنچا تب بھی اپنی یہ مذموم عادت ترک نہیں کیا اور شراب نوشی کرنے لگا، التاریخ الکامل ج۳ ص۴۶۵ میں ہے: وقال عمر بن سبینة حج یزیدفی حیاة ابیه فلما بلغ المدینة جلس علی شراب الخ. ترجمہ: یزید اپنے والد کی زندگی میں حج کیا جب مدینہ طیبہ پہنچا تو شراب نوشی کرنے لگا۔

اہل مدینہ منورہ پر مظالم کی انتہاء

علامہ ابن کثیر (مولود ۷۰۰ھ متوفی ۷۷۴ھ) نے البدایہ والنہایہ ج۶ ص۲۶۲ میں لکھا ہے: وکان سبب وقعة الحرقان وفدامن اهل المدینة قدموا علی یزید بن معاویة بدمشق ...... فلمار جعوا ذکروا لاهلیهم عن یزید ماکان یقع منه القبائح فی شربه الخمرو مایتبع ذلک من الفواحش التی من اکبر ها ترک الصلوة عن وقتها بسبب السکر فاجتمعوا علی خلعه فخلعوه عند المنبر النبوی فلما بلغه ذلک بعث الیهم سریة

يقدمها رجل يقال له مسلم بن عقبة وانما يسميه السلف مسرف بن عقبة فلما ورد المدينة استباحها ثلاثة ايام فقتل في غضون هذه الايام بشرا كثيرا۔ ترجمہ: واقعہ حرہ کی وجہ یہ ہوئی کہ اہل مدینہ کا وفد دمشق میں یزید کے پاس گیا، جب وفد واپس ہوا تو اس نے اپنے گھر والوں سے یزید کی شراب نوشی اور دیگر بری عادتوں اور مذموم خصلتوں کا ذکر کیا جن میں سب سے مذموم ترین عادت یہ ہیکہ وہ نشہ کی وجہ سے نماز کو چھوڑ دیتا تھا، اس وجہ سے اہل مدینہ یزید کی بیعت توڑنے پر متفق ہوگئے اور انہوں نے منبر نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کے پاس یزید کی اطاعت نہ کرنے کا اعلان کیا، جب یہ بات یزید کو معلوم ہوئی تو اس نے مدینہ طیبہ کی جانب ایک لشکر روانہ کیا جس کا امیر ایک شخص تھا جس کو مسلم بن عقبہ کہا جاتا ہے سلف صالحین نے اس کو مسرف بن عقبہ کہا ہے جب وہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو لشکر کے لئے تین دن تک اہل مدینہ کے جان و مال سب کچھ مباح قرار دیا چنانچہ اس نے ان تین روز کے دوران سینکڑوں حضرات کو شہید کروایا۔

امام بیہقی (مولود ۳۸۴ھ متوفی ۴۵۸ھ) کی دلائل النبوۃ

میں روایت ہے:عن مغیرة قال أنهب مسرف بن عقبة المدینة ثلاثة أیام فزعم المغیرة أنه افتض فیها الف عذراء ۔ترجمہ:حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں :مسرف بن عقبہ نے مدینہ طیبہ میں تین دن تک لوٹ مار کی اور ایک ہزار مقدس و پاکباز ان بیاہی دخترانِ اسلام کی عصمت دری کی گئی۔العیاذ باللہ!

طبقات کبری ج۵ص۶۶ میں ہے مسلم بن عقبہ نے مدینۂ طیبہ پر لشکر کشی کی،یزیدی فوج نے مدینۂ طیبہ میں سات سو قراء کو شہید کیا ،ایک ہزار ان بیاہی خواتین اسلام کی عصمت دری کی،مسجد نبوی میں تین دن تک اذان اور جماعت موقوف رہی۔

جس نے اہل مدینۂ طیبہ کو خوف زدہ کیا اس پر اللہ کی لعنت

یزید نے مدینہ طیبہ میں تباہی کروائی،قتل عام کروایا،جبکہ اہل مدینہ کو صرف خوف زدہ کرنے والے کیلئے حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے مسند احمد،مسند المدنیین میں حدیث مبارک ہے،(حدیث نمبر ۱۵۹۶۲)عن السائب بن خلاد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم قال من اخاف اهل المدينة ظلماً اخافه الله وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لايقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا. ترجمہ: سیدنا سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اہل مدینہ کو ظلم کرتے ہوئے خوف زدہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو خوف زدہ کرے گا اور اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کوئی فرض یا نفل عمل قبول نہیں فرمائے گا۔

(مسند احمد، مسند المدنیین، حدیث نمبر ۱۵۹۶۲۔ تاریخ الخلفاء، ص ۱۶۷)

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس شخص کا کیا انجام ہوگا جو اہل مدینہ کو صرف خوفزدہ وہراساں ہی نہیں کیا بلکہ مدینہ طیبہ میں خونریزی قتل وغارت گیری کیا اور ساری فوج کے لئے وحشیانہ اعمال کی اجازت دیدی۔

یزیدی فوج نے بیت اللہ شریف پر سنگباری کی

بعد ازاں یزید نے اسے مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ شریف پر حملہ کرنے کا حکم دیا لہذا یزیدی فوج نے کعبۃ اللہ شریف پر حملہ کرنے کے

لئے منجنیقیں نصب کر کے پتھر برسائے جس کی وجہ سے بیت اللہ شریف کے پردہ کو آگ لگ گئی، التاریخ الکامل ج ۳ ص ۴۶۴ میں ہے: حتی اذا مضت ثلاثۃ ایام من شھر ربیع الاول سنۃ اربع و ستین رموا البیت بمجانیق وحرقوہ بالنار واخذوا یرتجزون ویقولون خطارۃ مثل الفنیق المزبد نرمی بھا اعواد ھذا المسجد. ترجمہ: یہاں تک کہ جب ۶۴ھ ماہ ربیع الاول کے تین دن گذرے ان لوگوں نے منجنیقوں کے ذریعہ بیت اللہ شریف پر سنگباری کی، اسے جلا یا اور رجز کہنے لگے۔ ہم زبردست طاقت اور جرأتمندی رکھتے ہیں، منجنیقوں سے اس مسجد پر سنگباری کرتے ہیں۔

فن عقیدہ میں پڑھائی جانے والی درس نظامی کی مشہور کتاب شرح عقائد نسفی ص ۱۱۷ میں علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے: وبعضھم اطلق اللعن علیہ لما انہ کفر حین امر بقتل الحسین واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امربہ اواجازہ ورضی بہ، والحق ان رضا یزید بقتل الحسین واستبشارہ بذلک واھانۃ اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ

وسلم مماتواتر معناه وان كان تفاصيله احاداً فنحن لانتوقف في شانه بل في ايمانه لعنة الله عليه وعلي انصاره واعوانه. ترجمہ: بعض ائمہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دینے کی وجہ سے مرتکب کفر قرار دیکر یزید پر لعنت کو جائز رکھا ہے، علماء امت اس شخص پر لعنت کرنے کے بالاتفاق قائل ہیں جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یا شہید کرنے کا حکم دیا یا اسے جائز سمجھا اور اس پر خوش ہوا، حق یہ ہیکہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر یزید کا راضی ہونا، اس سے خوش ہونا اور اہل بیت کرام کی توہین کرنا ان روایات سے ثابت ہے جو معنوی طور پر متواتر کے درجہ میں ہیں اگر چہ اسکی تفصیلات خبر واحد سے ثابت ہیں چنانچہ ہم یزید کے بارے میں توقف نہیں کر سکتے بلکہ اس کے ایمان کے بارے میں توقف کریں گے اس پر اور اسکے اعوان ومدگاروں پر اللہ کی لعنت ہو۔

یزید کو رضی اللہ عنہ کہنے کا شرعی حکم

"رضی اللہ عنہ" کے کلمات اللہ تعالٰی کی رضا وخوشنودی کے بیان واظہار کے لئے ہیں جو تعظیم وتکریم کے محل میں تعریف وتوصیف کی غرض

سے ذکر کیے جاتے ہیں اور" رضی اللہ عنہ" کے کلمات بطور خاص صحابہ کرام ونیزان نفوس قدسیہ کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں جن کے قلوب خشیت ربانی اور خوف الٰہی سے معمور ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ۔ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہیں، یہ ان کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہوں۔(سورۃ البینۃ ۔۸)

مذکورہ احادیث شریفہ او رائمہ اعلام کی تصریحات سے یہ امرعیاں وآشکار ہوا کہ یزید شقی وبدبخت، فاسق وفاجر، فتنہ پرداز وبدعتی ،سنت کو بدلنے والا، دین میں رخنہ ڈالنے والا، حرمین شریفین کے تقدس کو پامال کرنے والا، اہل بیت نبوت کی بے حرمتی کرنے والا ہے۔ایسے شخص کیلئے رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین کے الفاظ استعمال کرنا دراصل اس کو عزت واحترام دینا ہے اور یہ اسلام کو ڈھانے میں مدد کرنے کے مترادف ہے جو موجب غضب وہلاکت، محرومی وشقاوت اور گمراہی وضلالت ہے،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق وفاجر کی تعظیم کرنے کو اسلام ڈھانے میں مدد کرنا قرار دیا ہے،امام طبرانی مولود ۲۶۰ھ

متوفی ۳۶۰ھ کی معجم اوسط میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر: ۶۷۶۳) عن عائشة قالت قال رسول اللہ صلی علیه وسلم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام. ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی یقیناً اس نے اسلام کو منہدم کرنے میں مدد کی۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، باب المیم من اسمہ محمد)

امام بیہقی (مولود ۳۸۴ھ متوفی ۴۵۸ھ) کی شعب الایمان میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر: ۴۶۹۲) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذامدح الفاسق غضب الرب واهتزله العرش۔ ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو پروردگار کا جلال ظاہر ہوتا ہے اور اس کی وجہ عرش لرزتا ہے۔ (الرابع والثلاثون من شعب الایمان وھو باب فی حفظ اللسان)

یزید کو امیر المؤمنین کہنے والے کی سزاء

یزید کی نسبت امیر المؤمنین کہنے والے کو بنوامیہ کے خلیفۂ عادل عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مستحق تعزیر قرار دیا ہے جیسا کہ فن رجال کی مستند کتاب تہذیب التہذیب ج ۱۱ حرف الیاء ص ۳۱۶ میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اور علامہ ابن حجر ہیتمی نے الصواعق المحرقہ ص ۱۳۲ میں اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء ص ۱۶۶ میں تحریر فرمایا: ثنا نوفل بن ابی عقرب ثقة قال كنت عند عمر بن عبدالعزيز فذكر رجل يزيد بن معاوية فقال قال امير المؤمنين يزيد فقال عمر تقول امير المؤمنين يزيد وامر به فضرب عشرين سوطا. ترجمہ: نوفل بن ابو عقرب فرماتے ہیں میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا ایک شخص نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ امیر المؤمنین یزید نے یوں کہا ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو یزید کو امیر المؤمنین کہتا ہے پھر اس شخص کو کوڑے لگوانے کا حکم فرمایا چنانچہ اسے بیس کوڑے لگوائے گئے۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۱۶۔ تاریخ

الخلفاء ص۱۲۶۔ الصواعق المحرقہ ص۱۳۲) شارح بخاری امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) حدیث شریف ھلکۃ امتی علی ایدی غلمۃ من قریش (میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یزید ان میں سب سے پہلا لڑکا ہے اور اسکے نام کے ساتھ یہ الفاظ لکھے ہیں: واولھم یزید علیه ما یستحق ان میں سب سے پہلا یزید ہے اس پروہی ہے جسکا وہ مستحق ہے۔

اول جيش من امتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم

ترجمہ: میری امت کا جو پہلا لشکر قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے



باب سوم

باب سوم

حدیث مدینۂ قیصر کی تحقیقی بحث

یزید کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر میں شریک تھا لہذا وہ حدیث شریف کے مطابق مغفرت کا مستحق اور بخشا ہوا ہے، اس بات کو ثابت کرنے کے لئے صحیح بخاری شریف کی حدیث پاک سے استدلال کیا جاتا ہے۔

سطور ذیل میں اسکی علمی و تحقیقی بحث سپرد قلم کی جاتی ہے

صحیح بخاری شریف ج ۱ کتاب الجہاد والسیر باب ما قیل فی قتال الروم ص ۴۰۹، ۴۱۰ میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر ۲۹۲۴) عن ام حرام انها سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول اول جیش من امتی یغزون البحر قداوجبوا قالت ام حرام قلت یارسول الله انا فیهم؟ قال انت فیهم قالت ثم قال النبی صلی الله علیه وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینة

قیصر مغفور لھم فقلت انا فیھم یا رسول اللہ؟ قال لا ۔ترجمہ:

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میری امت کا جو پہلا لشکر براہ سمندر جہاد کرے اس نے جنت کو واجب کر لیا حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ان میں شامل ہوں؟ آپ نے فرمایا: تم ان میں شامل ہو، حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا جو پہلا لشکر قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے، میں نے عرض کیا، آیا میں ان میں شامل ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں۔(صحیح بخاری شریف ج ا ص ۴۰۹/۴۱۰ حدیث نمبر ۲۹۲۴۔مستدرک علی الصحیحین حدیث نمبر ۸۸۱۸۔دلائل النبوۃ للبیہقی حدیث نمبر ۲۷۸۰۔معجم کبیر للطبرانی حدیث نمبر ۲۰۸۳۱۔مسند الشامیین للطبرانی حدیث نمبر ۴۳۲۔شرح السنۃ، کتاب الفضائل، باب علامۃ النبوۃ ج ا ص ۸۸۱)

ذخائر حدیث شریف، کتب رجال اور کتب تاریخ میں حق جوئی

وحق پسندی کے ساتھ بحث و تحقیق کی جائے اور ائمۂ امت کی تشریحات وتصریحات کا مطالعہ کیا جائے تو اس استدلال کا سقم اور بطلان معلوم وآشکار ہو جائیگا، مذکورہ حدیث شریف سے استدلال کرتے ہوئے مغفرت کی بشارت میں یزید کو شریک مان کر اس کو بخشا ہوا کہنا کئی ایک وجوہ کی بناء پر صحیح نہیں۔

حدیث شریف کی پہلی توجیہ

اس سلسلہ میں محدثین کرام نے حدیث مذکور کی ایک توجیہ یہ بیان کی ہے کہ مذکورہ بالا حدیث شریف میں مدینۂ قیصر سے مراد قسطنطنیہ نہیں بلکہ حمص ہے جو عہد نبوی میں روم کا دارالحکومت تھا جیسا کہ فتح الباری میں حدیث مذکور کی شرح کے تحت اس کی ایک توجیہ یہ بھی ذکر کی گئی ہے:

وجوز بعضهم ان المراد بمدينة قيصر المدينة التي كانت بها يوم قال النبي صلى الله عليه وسلم تلك المقالة وهي حمص وكانت دار مملكته اذذاك . بعض شارحین نے کہا ہے کہ مدینۂ قیصر سے مراد وہ شہر ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں قیصر کا شہر تھا وہ حمص ہے اور اس وقت وہی اسکا دارالحکومت

تھا۔(فتح الباری کتاب الجہاد والسیر باب ما قیل فی قتال الروم)

یہ توجیہ اس لئے بھی قابل توجہ ہے کہ بخاری شریف اور مذکورہ تمام حدیث شریف کی روایت میں قسطنطنیہ کا لفظ مذکور نہیں ہے بلکہ مدینۃ قیصر کے الفاظ وارد ہیں، قیصر، روم کے بادشاہ کا لقب تھا، وہ جس شہر میں رہتا اور جو اس کا دارالحکومت تھا وہی مدینۂ قیصر کا مصداق ہوگا، حدیث شریف کے کلمات کے مطابق وہ شہر حمص ہی ہے، خلافت فاروقی میں ۱۵ھ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت ایک لشکر حمص پر حملہ آور ہوا، اہل اسلام نے سخت سردی کے موسم میں حمص کا محاصرہ کیا اور موسم سرما کے اختتام پر اس کو فتح کرلیا اس معرکہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام شریک رہے۔علامہ ابن اثیر (مولود ۵۵۵ھ متوفی ۶۳۰ھ) نے التاریخ الکامل ج ۲ ص ۳۳۹ پر ۱۵ھ کے واقعات میں ذکر کیا ہے فلما فرغ ابو عبیدۃ من دمشق سار الی حمص فسلک طریق بعلبک ...... فناھدھم المسلمون فکبروا تکبیرۃ فانھدم کثیر من دور حمص وزلزلت حیطانھم

فتصدعت فكبروا الثانية فاصابهم اعظم من ذلك ...... ثم استخلف ابو عبيدة على حمص عبادة بن الصامت

ترجمہ: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جب دمشق سے فارغ ہوئے تو مقام بعلبک کے راستہ سے حمص کی طرف چلے۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ یزید ہنوز پیدا نہیں ہوا تھا چہ جائیکہ اس غزوہ میں شریک ہوا ہو کیونکہ یزید کی پیدائش ۲۶ھ میں ہوئی۔ جیسا کہ علامہ ابن کثیر (مولود ۷۰۰ھ متوفی ۷۷۴ھ) کی البدایۃ والنہایۃ ج ۹ ص ۷۶ میں ہے ومولد یزید بن معاویة فی سنة ست وعشرین

۔ترجمہ: یزید بن معاویہ کی پیدائش ۲۶ھ میں ہوئی۔

اس توجیہ پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ مذکورہ حدیث شریف میں پہلے سمندر کے غزوہ کا ذکر ہے جس میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا شریک رہیں، اس کے بعد مدینۂ قیصر کے غزوہ کا ذکر ہے، اگر مدینۂ قیصر سے مراد حمص ہے تو اس کا ذکر غزوۃ البحر سے پہلے آتا تھا جبکہ حدیث شریف میں ایسا نہیں ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے غزوۃ البحر کا ذکر فرمایا پھر

مدینۂ قیصر کے غزوہ کا، تو یاد رہے کہ واقعات کی ترتیب کبھی ذکر و بیان کے لحاظ سے ہوتی ہے اور کبھی وقوع پذیر ہونے کے لحاظ سے، لہذا اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ یہ ترتیب ذکر و بیان کے اعتبار سے ہے، واقعہ کے رونما ہونے کے لحاظ سے نہیں۔

حدیث شریف کی دوسری توجیہ

دیگر شارحین نے کہا کہ حدیث شریف میں مذکور "مدینة قیصر" سے مراد قسطنطنیہ ہے، لیکن یزید حدیث شریف کی بشارت کا مستحق نہیں قرار پاتا اس لئے کہ اہل اسلام نے قسطنطنیہ پر متعدد مرتبہ حملہ کیا اور حدیث شریف میں مغفرت کی بشارت قسطنطنیہ پر صرف پہلی مرتبہ حملہ کرنے والے لشکر کے لئے ہے، اب یہ تحقیق کی جائے کہ مسلمانوں نے قسطنطنیہ پر پہلی بار کس سن میں حملہ کیا اور پہلا لشکر کونسا ہے؟

قسطنطنیہ پر پہلا حملہ

قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے لشکر سے متعلق البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۱۵۹ میں ہے دخلت سنة اثنتين وثلاثين وفيها غزا معاوية بلاد الروم حتى بلغ المضيق مضيق القسطنطينية. ترجمہ:

۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے روم پر حملہ کیا، معرکے سر کرتے رہے یہاں تک کہ قسطنطنیہ کی تنگ نائے تک پہنچ گئے۔

التاریخ الکامل ج ۳ ص ۲۵ میں ہے ثم دخلت سنة اثنتين وثلاثين۔قيل في هذه السنة غزا معاوية بن ابی سفيان مضيق القسطنطينية ومعه زوجته عاتكة بنت قرظة وقيل فاختة.

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر پہلی مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا، اس جنگ میں یزید کے شریک ہونے کا کہیں ذکر نہیں ملتا، البدایہ والنہایہ ج ۹ ص ۲۷ کے مطابق یزید ۲۶ھ میں پیدا ہوا، اور ۳۲ھ میں وہ چھ سال کا بچہ تھا۔

قسطنطنیہ پر دوسرا حملہ

دوسری مرتبہ ۴۳ھ میں مسلمانوں نے حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مملکت روم پر حملہ کیا اور روم میں دور تک نکل گئے یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک پہنچے۔ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۷ میں ہے: سنة ثلاث واربعين فيها غزا بسر بن ارطاة بلاد الروم

فتوغل فیھا حتی بلغ مدینۃ قسطنطینیۃ وشتی ببلادھم ۔
علامہ ابن خلدون جیسے نقاد مؤرخ نے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ تاریخ
ابن خلدون ج ۳ ص ۹ میں ہے ثم دخل بسر بن ارطاۃ ارضھم
سنۃ ثلاث واربعین ومشی بھا وبلغ القسطنطینیۃ ۔ ترجمہ: پھر
بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ ۴۳ھ میں اہل روم کی سرزمین میں داخل ہوئے
مسلسل چلتے رہے تا آنکہ قسطنطنیہ پہنچ گئے۔

قسطنطنیہ پر تیسرا حملہ

قسطنطنیہ پر تیسرا حملہ ۴۴ھ یا ۴۶ھ میں ہوا، الثاریخ الکامل ۴۴ھ
کے واقعات میں ہے ثم دخلت سنۃ اربع واربعین: فی ھذہ
السنۃ دخل المسلمون مع عبد الرحمن ابن خالدبن الولید
بلادالروم وشتوابھاوغزابسربن ابی ارطاۃ فی البحر ۔ ۴۴ھ
مسلمان حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے ساتھ روم میں
داخل ہوئے اور موسم سرما وہیں گذارے اور بسر بن ابي ارطاۃ رضی اللہ
عنہ سمندر کے ذریعہ جنگ کئے (الثاریخ الکامل، ج ۳ ص ۲۹۸)
اسی کتاب میں ۴۶ھ کے واقعات کے تحت ہے ثم دخلت

سنة ست واربعين : في هذه السنة كان مشتي مالک ابن

عبدالله بارض الروم وقيل بل كان عبدالرحمن بن خالد بن

الوليد......وفيها انصرف عبدالرحمن بن خالد من

بلادالروم الى حمص ومات ۴۶ھ میں حضرت مالک بن عبداللہ

رضی اللہ عنہ مملکت روم میں رہے اور کہا گیا بلکہ حضرت عبدالرحمٰن بن خالد

بن ولید رضی اللہ عنہما رہے اور اسی سال آپ حمص واپس ہوئے اور وصال

فرما گئے۔(التاریخ الکامل، ج ۳ ص ۳۰۹)

قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے تیسرے لشکر کے امیر حضرت

عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما رہے، اس حملہ کا ذکر کتب تاریخ

کے علاوہ صحاح ستہ کی معتبر کتاب سنن ابوداؤد شریف ج ۱ کتاب الجہاد

ص ۳۴۰ (حدیث نمبر ۲۱۵۱) میں ہے کہ مسلمانوں نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا

اور اس جنگ میں حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما سپہ

سالار تھے عن اسلم ابی عمران قال غزونا من المدینة نريد

القسطنطينية وعلى الجماعة عبدالرحمن بن خالد بن

الوليد والروم ملصقوا ظهورهم بحائط المدينة فحمل

رجل علی العدو فقال الناس مه مه لااله الاالله یلقی بیدیه
الی التهلکة فقال ابوایوب انمانزلت هذه الایة فینا معاشر
الانصار لمانصر الله نبیه صلی الله علیه وسلم واظهر
الاسلام قلنا هلم نقیم فی اموالنا ونصلحها فانزل الله
عزوجل وانفقوا فی سبیل الله ولاتلقوا بایدیکم الی
التهلکة. فالالقاء بایدینا الی التهلکة ان نقیم فی اموالنا
ونصلحها وندع الجهاد. قال ابوعمران فلم یزل ابوایوب
یجاهد فی سبیل الله عزوجل حتی دفن بالقسطنطینیة

ترجمہ: حضرت اسلم ابوعمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:
ہم مدینۂ طیبہ سے قسطنطنیہ پرحملہ کے ارادہ سے نکلے، لشکر کے سپہ سالار
حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما تھے، رومی لوگ اپنی پیٹھ
شہر پناہ سے لگائے ہوئے تھے، ایک صاحب دشمن پر حملہ کرنے کیلئے مسلح
ہوئے تو لوگوں نے کہا،...... لاالہ الااللہ یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں
ڈالتے ہیں۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت ہم
گروہ انصار کے بارے میں نازل فرمائی گئی تھی جب کہ اللہ تعالی نے نبی

کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اسلام کو غالب کر دیا تو ہم
نے کہا کہ آؤ اب اپنے مال و جائیداد میں رہیں اور انہیں درست کریں تو
اللہ تعالٰی نے حکم نازل فرمایا: ''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں
خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو'' (سورۃ البقرۃ۔۱۹۵) لہٰذا اپنے ہاتھوں اپنے
آپ کو ہلاکت میں ڈالنا یہ ہے کہ ہم اپنے اموال میں رہ کر اس کی
اصلاح میں مصروف ہو جائیں اور جہاد کو چھوڑ دیں حضرت ابو عمران کا
بیان ہے کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ ہمیشہ راہ خدا میں جہاد کرتے
رہے یہاں تک کہ قسطنطنیہ میں آپکی تدفین مبارک عمل میں آئی۔

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی
اللہ عنہ کی قیادت میں حملہ کرنے والا لشکر پہلا قرار پاتا ہے اور یہی لشکر
بخاری شریف کی حدیث پاک میں وارد مغفرت کی بشارت کا مستحق ہے۔

سنن ابوداؤد شریف کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر
حملہ کرنے والے لشکر کے سپہ سالار حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید
رضی اللہ عنہما تھے جن کا وصال ۴۶ھ یا ۴۷ھ میں ہو، جیسا کہ تاریخ کامل
۴۶ھ کے واقعات میں مذکور ہے ثم دخلت سنة ست واربعين:

...... وفیھا انصرف عبدالرحمن بن خالد من بلادالروم الی حمص ومات ۔(تاریخ کامل، ج۳ص ۳۰۹)البدایۃ والنہایۃ ج ۸ص۳۴ میں بھی آپ کا سنہ وصال ۴۶ھ مذکور ہے۔البتہ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ میں آپ کا سنہ وصال ۴۷ھ بتلایا گیا ہے ثم ان عبدالرحمن مرض فدخل علیہ ابن أثال النصرانی فسقاہ سما فمات فقیل: وذلک سنۃ سبع وأربعین .(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ باب العین) سنن ابوداؤدشریف صحاح ستہ میں شمارہوتی ہےاس کو بہرطور کتب تاریخ پرترجیح حاصل ہے،اس سے لازمی طور پر معلوم ہوا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن خالدرضی اللہ عنہما کی سرکردگی میں ۴۶ھ یا ۴۷ھ سے پہلے قسطنطنیہ پر حملہ ہوا کیونکہ معتبرومستندکتب تاریخ وکتب رجال سے ثابت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن خالدرضی اللہ عنہما کا وصال ۴۶ھ یا ۴۷ھ میں ہوا۔

(۱)۳۲ھ (۲)۴۳ھ (۳)۴۴ھ یا ۴۶ھ ان تینوں حملوں میں سے کسی حملہ میں یزید کی شرکت ثابت نہیں۔

یزید قسطنطنیہ کے کونسے معرکہ میں شریک رہا؟

حدیث شریف میں ذکر فرمائی گئی بخشش کی خوشخبری کا مستحق یزید ہے یا نہیں؟ اس کو معلوم کرنے کیلئے یہ جاننا ضروری ہے کہ یزید قسطنطنیہ کے کونسے معرکہ میں اور کس سنہ میں شریک ہوا، اس سلسلہ میں چار اقوال ہیں:

(۱) ۴۹ھ میں روم کے معرکہ میں شریک رہا یہاں تک کہ قسطنطنیہ پہنچ گیا جیسا کہ البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۳۲ میں ہے...... سنة تسع واربعين فيها غزا يزيد بن معاوية بلاد الروم حتى بلغ قسطنطينية ۔ ترجمہ: ۴۹ھ میں یزید بن معاویہ مملکت روم پر حملہ کیا اور قسطنطنیہ تک پہنچ گیا۔

(۲) یزید ۵۰ھ کے حملہ میں شریک رہا جیسا کہ عمدۃ القاری ج ۵ ص ۵۵۸ میں ہے قوله في غزوته وكانت في سنة خمسين ......ووصلوا في تلك الغزوة الى القسطنطينية وحاصروها قوله ويزيد بن معاوية عليهم اى والحال ان يزيد بن معاوية بن ابى سفيان كان اميرا عليهم من

جهة ابيه معاوية. ترجمہ: ۵۰ھ کو مسلمان اس غزوہ میں قسطنطنیہ تک پہنچے اور اس کا محاصرہ کئے جب کہ یزید بن معاویہ اپنے والد کی جانب سے ان کا سپہ سالار تھا۔

(۳) ۵۲ھ میں قسطنطنیہ کے میں شریک رہا، علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو ترجیح دی اور کہا کہ قابل ترجیح بات یہ ہے کہ یزید ۵۲ھ میں قسطنطنیہ کے حملہ میں شریک رہا جیسا کہ عمدۃ القاری ج ۱۰ کتاب الجهاد والسير باب ماقيل في قتال الروم ص ۲۲۴ میں ہے وقال صاحب المراة والاصح ان يزيد بن معاوية غزا القسطنطنية في سنة اثنتين وخمسين.

(۴) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۵۵ھ میں یزید کو قسطنطنیہ پر لشکر کشی کے لئے روانہ کیا جیسا کہ الاصابة في معرفة الصحابة حرف الخاء ذكر من اسمه خالد میں ہے اغزى معاوية ابنه يزيد سنة خمس وخمسين في جماعة من الصحابة في البر والبحر حتى اجازه القسطنطنية

وقاتلوا اهل القسطنطينية على بابها.

ان چار اقوال میں کسی بھی قول کو راجح مان لیا جائے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یزید قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر میں شریک رہا ہو کیونکہ ان سے پہلے قسطنطنیہ پر متعدد حملہ ہو چکے تھے۔

یزید کی شرکت سے متعلق مذکورہ چار اقوال میں سنہ کے اعتبار سے پہلا قول ۴۹ھ ہے جب کہ اس سے پہلے ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ۴۳ھ میں حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ ۴۴ھ یا ۴۶ھ میں حضرت عبد الرحمن بن خالد رضی اللہ عنہما کی سپہ سالاری میں حملہ کیا گیا اور اس حملہ میں یزید کے شریک ہونے کا ذکر کتب رجال وکتب تاریخ میں کہیں نہیں ملتا اور نہ کسی مؤرخ نے ایسی کوئی بات لکھی لہذا یہ کہنا کہ "یزید حضرت عبد الرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی قیادت والے لشکر میں شریک تھا اور بشارت کا مستحق ہے" کتب رجال وکتب تاریخ میں اس بات کی تائید نہیں ملتی بلکہ کتب رجال اور کتب تاریخ کو تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات من گھڑت ہے، کتب تاریخ میں کسی صراحت کے بغیر ان باتوں کو ماننا اسلامی تاریخ کو تبدیل کرنے

کے مترادف ہے۔

ایک اشکال اور اسکا جواب

سنن ابوداؤد شریف کی روایت سے متعلق ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا وصال اس جنگ میں ہوا جو یزید کی سرکردگی میں لڑی گئی تھی جیسا کہ بخاری شریف ج ا ص ۱۵۸ میں ہے قال محمود بن الربیع فحد ثتها قوما فیهم ابوایوب الانصاری صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی غزوته التی توفی فیها ویزید بن معاویة علیهم بارض الروم ۔ترجمہ: محمود بن ربیع کہتے ہیں میں نے یہ بات لوگوں کو بیان کی جن میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس غزوہ کے موقع پر موجود تھے جس میں آپ کا وصال ہوا اور یزید بن معاویہ سرزمین روم میں اس لشکر کا سپہ سالار تھا۔

سنن ابوداؤد شریف کی روایت میں حضرت عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے، اس روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ مسلسل جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا

وصال ہوا۔

اس سے قسطنطنیہ کے معرکہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہما کے لشکر میں یزید کے شریک ہونے کا خیال ہوسکتا ہے لیکن یہ خیال اس لئے صحیح نہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا وصال حضرت عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہما کے معرکہ میں نہیں ہوا بلکہ حضرت عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہما نے ۴۴ھ یا ۴۶ھ میں معرکہ قسطنطنیہ میں اسلامی لشکر کی قیادت کی اور ۴۶ یا ۴۷ھ میں آپ کا وصال ہوا، اسکے بعد بھی قسطنطنیہ پر حملے ہوئے۔ ۴۹ھ میں سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اور ۵۲ھ میں یزید بن معاویہ کی سرکردگی میں۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہما کے وصال کے بعد والے ان دونوں حملوں میں شریک رہے پھر ۵۲ھ کے حملہ کے موقع پر آپ کا وصال ہوا، اور یہ ۵۲ھ میں لشکر یزید کی سرکردگی میں تھا، اور یہ وہی لشکر ہے جس کا ذکر بخاری شریف ج اص ۱۵۸ کی روایت میں ہوا۔

سنن ابوداؤد شریف کی روایت کے مطابق قسطنطنیہ کے معرکہ

میں حضرت عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہما کا امیر ہونا۔ ۴۶ھ یا ۴۷ھ
میں آپ کا وصال فرمانا اور ۴۹ھ، ۵۲ھ کے حملوں میں حضرت
ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا شرکت کرنا اور ۵۲ھ میں وصال فرمانا،
اور آپ کے وصال والے غزوہ میں یزید کا شریک رہنا ان تمام تفصیلات
سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یزید ۴۶ھ میں حضرت عبدالرحمٰن بن
خالد رضی اللہ عنہما کے غزوہ میں شریک نہیں رہا، اس سے ثابت ہو چکا کہ
قسطنطنیہ کے جس معرکہ میں یزید نے شرکت کی وہ پہلا معرکہ نہیں تھا بلکہ
اس سے پہلے ۳۲ھ، ۴۳ھ اور ۴۶ھ میں قسطنطنیہ پر حملے ہو چکے
تھے، جب وہ پہلے لشکر میں شریک نہیں تھا تو حدیث شریف میں مذکور
بشارت کا مستحق بھی نہیں، اس لئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
نہیں فرمایا کل جیش مدینۂ قیصر پر حملہ کرنے والا ہر لشکر بخشا ہوا ہے
بلکہ فرمایا:'اول جیش' مدینہ قیصر پر حملہ کرنے والا پہلا لشکر بخشا ہوا ہے

یزید قسطنطنیہ کے مابعد کے معرکہ میں بھی برضا ورغبت شریک نہیں ہوا

تاریخ سے یہ ثابت ہورہا ہے کہ یزید قسطنطنیہ کے مابعد کے معرکہ میں بھی برضا ورغبت شریک نہیں ہوا بلکہ اپنے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زبردستی سے شریک ہوا، جیسا کہ تاریخ کامل ج۳ص۳۱۴،۴۹ھ، ۵۰ھ کے واقعات میں ہے۔ ذکر غزوۃ القسطنطینیۃ فی ھذہ السنۃ وقیل سنۃ خمسین سیر معاویۃ جیشا کثیفا الی بلادالروم للغزاۃ وجعل علیھم سفیان بن عوف وامر ابنہ یزید بالغزاۃ معھم فتاقل واعتل فامسک عنہ ابوہ فاصاب الناس فی غزاتھم جوع ومرض شدید فانشأیزید یقول

ما ان ابالی بما لاقت جموعھم ... بالفرقدونۃمن حمی ومن موم

اذااتکات علی الانماط مرتفعا ... بدیر مرّان عندی ام کلثوم

وام کلثوم امراتہ وھی ابنۃ عبداللہ بن عامر فبلغ معاویۃ شعرہ فاقسم علیہ لیلحقن بسفیان فی ارض الروم لیصیبہ ما اصاب الناس فسار ومعہ جمع کثیر اضافھم الیہ ابوہ ...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۴۹ھ میں کہا گیا ۵۰ھ میں ایک لشکر جرار روم کی جانب روانہ کیا، حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس کا سپہ سالار بنایا اور یزید کو اس لشکر کے ساتھ جانے کا حکم دیا تو وہ حیلے بہانے کرنے لگا بیمار ہونے کا اظہار کیا اور لشکر کے ساتھ نہیں گیا تو اس کے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رک گئے، اس سفر میں مجاہدین اسلام بھوک پیاس اور زبردست مصیبتوں سے دوچار ہوئے، جب یزید کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اشعار پڑھے جس میں اس نے کہا: فوج پر مقام فرقدونہ میں بخار، سرسام اور جو مصیبتیں آئیں مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، میں مقام دیر مران میں اونچی قالین پر بیٹھا ہوا ہوں اور ام کلثوم (یزید کی بیوی) میرے ساتھ ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے قسم کے ساتھ فرمایا کہ اس کو ضرور ضرور امیر لشکر سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا جائے تاکہ

اسے ان مصیبتوں کا اندازہ ہو۔عمدۃ القاری ج ۱۰ کتاب الجہاد والسیر اورتاریخ کامل ذکرغزوۃ القسطنطینیۃ میں اسی طرح مذکور ہے۔

عمدۃ القاری اور تاریخ کامل میں مذکور اس تفصیل سے یزید کا کردار معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر یزید نے جہاد میں جانے سے بچنے کے لئے بیماری کا بہانہ کیا، مجاہدین کو تکلیفیں پہنچیں، وہ بیماریوں میں مبتلا ہوئے تو اس نے ان کی تکلیف و بیماری پر خوشی کا اظہار کیا، جو شریعت مطہرہ کی رو سے جائز نہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی مصیبت پر خوشی کا اظہار کرنے سے منع فرمایا، امام بیہقی کی شعب الایمان میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر ۶۷۵۰) عن واثلۃ بن الاسقع قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم لاتظھر الشماتۃ لاخیک فیرحمہ اللہ ویبتلیک۔ ترجمہ: سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو، ورنہ اللہ تعالٰی اس پر رحم فرمائے گا اور تمہیں اس میں مبتلا کردے گا۔ (شعب الایمان للبیھقی ، التاسع والثلاثون من شعب الایمان فصل فیما

وردمن الاخبار في التشديد علي من اقترض من عرض اخيه المسلم)

یزید نے اپنے والد کے حکم کی نافرمانی کی جو گناہ کبیرہ ہے صحت مند ہونے کے باوجود بیماری کا بہانہ کیا یہ جھوٹ اور دروغ گوئی ہے، بعد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قسم دے کر جانے کا حکم فرمایا تو بادل ناخواستہ جنگ میں شریک ہوا، اس طرح مجبوری کی حالت میں نہ چاہتے ہوئے جہاد میں شریک ہونے سے کیا امید کی جا سکتی ہے کہ اس عمل پر اسے ثواب حاصل ہوگا، جبکہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: انما الاعمال بالنیات۔ ترجمہ: بے شک تمام اعمال نیتوں سے معتبر ہوتے ہیں (صحیح بخاری شریف، حدیث نمبر: ۱،۵۴۲۹،۲۵۲۹،۳۸۹۸، ۵۰۷۰،۶۶۸۹،۶۹۵۳)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ای منقبة کانت لیزید؟ وحاله مشهور. ترجمہ: یزید کے لئے کیا فضیلت ہو سکتی ہے؟ جب کہ اس کا حال مشہور ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۲۳۳)

اگر یہی کہا جائے کہ واقعۂ یزید اپنی خوشی اور رغبت کے ساتھ لشکر میں شریک ہوا، وہ حدیث شریف کی رو سے مغفرت یافتہ ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس کے مابعد کے گناہ بھی معاف ہو چکے؟ حدیث مدینہ قیصر کی شرح میں شارحین صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (مولود ۷۷۳ھ متوفی ۸۵۲ھ) اور علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ مغفرت کی خوشخبری اس شرط کے ساتھ ہے کہ اس لشکر میں شریک رہنے والا مغفرت کا اہل و مستحق ہو۔

عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۲۲۴ میں ہے فان قلت قال صلی اللہ علیہ وسلم فی حق ھذا الجیش مغفور لھم قلت قیل لایلزم من دخولہ فی ذلک العموم ان لایخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اھل العلم ان قولہ صلی اللہ علیہ وسلم "مغفور لھم" مشروط بان یکونوا من اھل المغفرۃ حتی لو ارتد واحد ممن غزاھا بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم فدل علی ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرۃ

فیــــہ منھــم. اگر یزید اس لشکر میں شامل رہا تب بھی وہ بعد کے برے اعمال کی وجہ سے اس عموی بشارت سے خارج ہو گیا اس لئے کہ علماء امت اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ''ان کی بخشش کردی گئی'' اس شرط کے ساتھ ہے کہ وہ مغفرت کے اہل ہوں حتیٰ کہ اگر اس جنگ میں شریک رہنے والوں میں سے کوئی بعد میں اسلام سے پھر جاتا، مرتد ہو جاتا العیاذ باللہ، تو وہ اس عموی بشارت میں داخل نہیں ہوتا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارشاد مبارک کا مطلب یہی ہے کہ اس جنگ میں شریک رہنے والے اس شخص کے لئے بخشش ہے جس میں مغفرت کی شرط پائی جائے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۲۲۴)

یزید کی حمایت کرنے والوں سے ایک سوال!

یزید کی حمایت کرنے والے جو قسطنطنیہ کے معرکہ کے پہلے لشکر میں اس کے شریک ہونے کا دعویٰ کر کے اسے مغفرت یافتہ اور جنتی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ حقائق سامنے آچکے کہ وہ پہلے لشکر میں شریک نہیں تھا تو کیا وہ اس پر کتاب وسنت کی کوئی دلیل لا سکتے

ہیں کہ اس نے اس کے بعد جو سنگین جرائم اور سیاہ کرتوت کئے ہیں جس کی تفصیلات آغاز کتاب میں گذر چکی، وہ سب کے سب گناہ مذکورہ معرکہ میں شرکت کی وجہ سے معاف ہو چکے! اس کی عنداللہ کوئی باز پرس نہ ہوگی؟

حالانکہ اعمال خیر انجام دینے میں اس طرح کی اور بھی بشارتیں احادیث شریفہ میں وارد ہیں جیسا کہ سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی غسل المیت ص ۱۰۵ میں حدیث پاک ہے۔ (حدیث نمبر ۱۴۵۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غسل میتا و کفنه وحنطه وحمله وصلی علیه ولم یفش علیه مارأی خرج من خطیئته مثل یوم ولدته امه ۔ ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی میت کو غسل دیا، اسکو کفن پہنایا، خوشبو لگائی، اس کے جنازے کو کندھا دیا، اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس سے متعلق کوئی بات دیکھی تو پھر اس کو ظاہر نہیں کیا تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو گیا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا۔

اسی طرح حج کرنے والے کے بارے میں ارشاد نبوی ہے، سید
نا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں سمعت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حج للہ فلم یرفث ولم
یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ ۔ترجمہ: میں نے حضرت نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے حج کیا اور فحش گوئی
نہیں کی اور برا عمل نہیں کیا وہ اس دن کی طرح لوٹا جس دن اس کی ماں
نے اسے جنم دیا۔(صحیح بخاری شریف ج ا باب فضل الحج المبرور ص ۲۰۶
حدیث نمبر ۱۴۴۹)

نیز صحیح مسلم شریف میں روایت ہے(حدیث نمبر ۲۹۸۳)عن
ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافل
الیتیم لہ اولغیرہ انا وھو کھاتین فی الجنۃ واشار مالک
بالسبابۃ والوسطی. ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے طور پر یتیم کی
ذمہ داری لینے والا یا دوسرے کیلئے کفیل بننے والا، میں اور وہ جنت میں
ان دو انگلیوں کی طرح رہیں گے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے شہادت کی

انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔ (صحیح مسلم شریف، کتاب الزہد ج ۲ص ۴۱۱) اسطرح کی کئی ایک روایتیں ملتی ہیں جس میں بخشش ومغفرت کی بشارتیں وارد ہیں۔

کیا مذکورہ بالا بشارتیں اور دیگر احادیث شریفہ میں وارد گناہوں کی بخشش، دوزخ سے چھٹکارے کی خوشخبریوں کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ان مذکورہ اعمال کو انجام دینے کے بعد فرض نماز ترک کردے، شراب پی لے، چوری کرے، کسی پر ظلم کرے، کسی کو اذیت پہنچائے، کسی کو قتل کرے تب بھی اس کے سابقہ نیک عمل کی وجہ بعد والے تمام گناہوں کی بخشش ہو جائیگی؟ ''نہیں'' بلکہ ان اعمال حسنہ کی وجہ سے پہلے والے گناہ معاف ہوتے ہیں، پہلے کے اعمال کی وجہ بعد والے گناہ معاف نہیں ہونگے، ورنہ یہ کہنا پڑے گا کہ جس شخص نے حج کیا یا میت کو غسل دیا یا یتیم کی پرورش کی ذمہ داری لی وہ شخص اگر فرض نماز ترک کردے، شراب پی لے، چوری کرے، کسی پر ظلم کرے، کسی کو اذیت پہنچائے، کسی کو قتل کرے تو یہ اعمال بد اس کو نقصان نہیں پہنچاتے اس لئے کہ اس نے مذکورہ اعمال خیر کر لئے، حالانکہ اس طرح کی بات کوئی بھی

صاحب عقل سلیم نہیں کہہ سکتا، یہ خیال خام کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔
اگر اس نظریہ کو صحیح قرار دیا جائے تو معاشرہ ظلم واستبداد سے خالی نہیں رہ سکتا۔

خلاصۂ بحث

الحاصل محدثین کرام نے حدیث شریف: اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لھم میری امت کا جو پہلا لشکر قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے، کی متعدد توجیہات بیان کی ہیں، ایک توجیہ یہ بیان کی ہے کہ مدینۂ قیصر سے مراد قسطنطنیہ نہیں بلکہ حمص ہے جو عہد نبوی میں روم کا دارالحکومت تھا جیسا کہ فتح الباری میں حدیث مذکور کی شرح کے تحت مذکور ہے اور یہ شہر بخلافت فاروقی ۱۵ھ میں فتح ہوا جب کہ یزید پیدا بھی نہیں ہوا تھا، دیگر شارحین کے بقول اگر اس سے قسطنطنیہ ہی مراد لیا جائے تب بھی حدیث شریف میں وارد مغفرت کی بشارت کا وہ مستحق نہیں۔ کیونکہ قسطنطنیہ کے پہلے معرکہ میں یزید کی شرکت ثابت نہیں، جبکہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ ۳۲ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا، دوسرا حملہ ۴۳ھ میں حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ

عنہ نے کیا اور تیسرا حملہ ۴۴ھ یا ۴۶ھ میں حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما نے کیا، ان ابتدائی تین حملوں میں یزید شریک نہیں ہوا، یزید کی قسطنطنیہ کے معرکہ میں شریک رہنے سے متعلق کتب تاریخ میں چار اقوال ہیں ۴۹ھ، ۵۰ھ، ۵۲ھ اور ۵۵ھ۔ مذکورہ چار اقوال میں سے کسی بھی قول کو قابل ترجیح قرار دیا جائے تو یزید قسطنطنیہ کے پہلے معرکہ میں شریک ہونے والا نہیں قرار پا سکتا، کیونکہ حسب صراحت بالا ۳۲ھ، ۴۳ھ، ۴۴/۴۶ھ میں قسطنطنیہ پر حملے ہو چکے تھے لہٰذا یزید حدیث شریف میں وارد مغفرت و بشارت کا مستحق نہیں۔ وباللہ التوفیق۔

اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی محبت سے ہمارے قلوب کو آباد رکھے، اور اہل بیت اطہار، صحابۂ کرام، بزرگان دین اور صالحین امت کی محبت والفت سے معمور فرمائے، ہمارے دین وایمان کو ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ و مامون رکھے اور تادم زیست کتاب وسنت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ اجمعین